THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, September 12, 2011
(73rd Session)
Volume VI, No. 01
(Nos.1-04)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran	1
2.	Panel of Presiding Officers	1
3.	Motion under Rule 194: Flood Situation in the Country with Particular Reference to Sindh Province	2-3
4.	Leave of Absence	4-5
5.	Point of Order: Condemnation over the termination of a known Journalist by the owner of a Private Channel.	6-25
6.	Discussion on the Flood situation in the Country	26-58

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-VI
No. 01

SP.VI(01)/2011
130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, Sept. 12, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past five in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ (بھال) لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے (اعمال کا) کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے۔ اور (ہروقت) اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے اللہ (کے احکام) کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا، اور ایسے ہی لوگ نافرمان (فاسق) ہوتے ہیں۔ اہل نار اور اہل جنت (باہم) برابر نہیں۔ جو اہل جنت ہیں وہی کامیاب ہیں۔

(سورۃ الحشر: آیات ۱۷ تا ۲۰)

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب! اگر اجازت دیں تو میں Presiding Officers کے Panel کا اعلان کردوں۔

Panel of Presiding Officers

Mr. Acting Chairman: In pursuance of sub-Rule (1) of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the

Senate, 1988, I nominate the following members, in order of precedence, to form a Panel of Presiding Officers for the 73rd Session of the Senate of Pakistan.

1. Senator Muhammad Kazim Khan.
2. Senator Ilyas Ahmed Bilour.
3. Senator Abdul Ghaffar Qureshi.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Mr. Chairman, in fact today is a Private Members' Day, there was a decision in the Business Advisory Committee, there was a consensus over that, that a motion would be moved before this honourable House. We want to suspend the rules and we intend to have a discussion in this House regarding the flood situation in the province of Sindh, where more than 5 million people have been affected, a lot of crops have been damaged also. Certainly, I would like to move a motion for suspension of the rules for initiating a discussion on the flood and Karachi situation of the relief which has been given by the government.

Mr. Acting Chairman: Thank you.

آپ motion move کریں۔

Motion under Rule 194: Flood Situation in the Country with Particular Reference to Sindh Province

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Mr. Chairman, I beg to move that the requirement of Rule 23, 26, 27 and 120 of the said Rules be dispensed with in order to move a motion under Rule 194.

Mr. Acting Chairman: I put the question as moved by Leader of the House.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: The motion is carried.

Motion move کرنے دیں۔ میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ جی بخاری صاحب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: This House may discuss the flood situation in the country with particular reference to Sindh province.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that the flood situation in the country should be discussed with particular reference to Sindh province.

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: In particular reference to Sindh province that means Karachi. Sindh province

میں تو کراچی بھی آتا ہے۔ کراچی تو سندھ سے علیحدہ نہیں ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میرا point of order ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ point of order بتا دیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! اس وقت اس بات پر اتفاق ہے اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ جناب والا! سیلاب کا مسئلہ ہے۔ عمومی امن و امان کا مسئلہ ہے۔ مختلف صوبوں میں مسائل ہیں لیکن جناب والا! اس وقت بنیادی مسئلہ کراچی میں مجموعی طور پر مسلسل قتل عام ہے اور پھر اس کے حوالے سے 28 اگست کو سابق وزیر داخلہ سندھ جناب ذوالفقار مرزا صاحب نے ایک statement دی ہے تمام پاکستان کی situation پر اور بالخصوص کراچی کے امن و امان کی situation پر بیان دیا ہے اور اس کے بعد بیان در بیان، سوال اور سوال کے بعد جواب اور اب یہ حالت بنی ہوئی ہے ہمارے ملک میں کہ ہر گھر میں مسائل ہیں اور ہر جگہ پر مسائل ہیں لیکن کراچی کا مسئلہ اس لئے اہم ہے کہ اس میں مجموعی طور پر لوگوں کا خون بہہ رہا ہے اور اس میں جو جو لوگ ملوث ہیں ان کے بارے میں پہلی بار واضح نشاندہی ہوئی کہ فلاں فلاں لوگ قتل و غارت کے ذمہ دار ہیں۔ آج ہم نے جو motion پیش کی ہے کہ 194 کے تحت بحث کریں، اس کی اپنی importance تھی لیکن اصل importance اس بات کی تھی کہ یہاں پر سب سے پہلے rules کو suspend کرو اور ہونا یہ چاہیے

تھا کہ کراچی کے مسئلہ پر بحث کی جائے۔ یہ بات ہونی چاہیے تھی۔ اکثریت کی بات اپنی جگہ پر ہے۔ میں اپنے طور پر جناب والا! واک آؤٹ کرتا ہوں اور میں احتجاج کرتا ہوں کہ جو relevant بات ہے اس وقت اس کو avoid کیا جا رہا ہے اور اس کو sabotage کیا جا رہا ہے۔ میں اس پر واک آؤٹ کرتا ہوں۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، راجہ محمد ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ مندوخیل صاحب ہمارے معزز رکن ہیں، بہت پرانے اور تجربہ کار بھائی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ کراچی کی situation پر بات کی جائے۔ آج چونکہ Private Members Day تھا تو Rules کو suspend کر کے سیلاب کے اوپر بات کرنے کا کہا گیا ہے لیکن کراچی کے اوپر بھی بات ہو گی۔ تو اس لئے ان کو آپ assure کر دیں تاکہ یہ واک آؤٹ نہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Advisory Committee میں یہی فیصلہ ہوا ہے کہ on completion of the discussion on flood, then we will take up law and order situation in Pakistan with particular reference to Karachi and Quetta.

مولانا صاحب! ایک منٹ مجھے دیں تاکہ میں سب کی چھٹیاں منظور کرا لوں۔

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب ایس ایم ظفر صاحب ملک سے باہر ہونے کی بنا پر گزشتہ 72 ویں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لئے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: محترمہ گلشن سعید صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 72 ویں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں اس لئے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سینیٹر گلشن سعید: جناب گزشتہ اجلاس میں آپ بھی موجود تھے اور میں بھی موجود تھی۔ ایک آدھ چھٹی کو مکمل اجلاس نہیں کہتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم ادھر تھیں۔ میڈم کو آپ پہچانتے نہیں۔ میڈم! پچھلے سیشن کی بات ہے جب آپ لندن میں تھیں۔ ہاں! مجھے پتا چلا آپ عمرے پر گئی تھیں۔ میں بھی عمرے پر تھا۔ شعبان میں ملاقات نہیں ہو سکی۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب محمد طلحہ محمود صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ ۱۲ سے ۱۴ ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سیدہ صغریٰ امام صاحبہ نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر ۱۲ اور ۱۳ ستمبر کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سید ساجد حسین زیدی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۱۲ ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی خدا بخش راجڑ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ سندھ کے سیلاب زدہ علاقوں میں مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ میاں ریاض حسین پیرزادہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ وزیراعظم کے ہمراہ ایران کے سرکاری دورے پر ہیں اس لیے مورخہ ۱۲ اور ۱۳ ستمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ میر چنگیز جمالی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ چین کے سرکاری دورے پر ہیں اس لیے مورخہ ۱۲ سے ۱۹ ستمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جناب مولا بخش چانڈیو نے اطلاع دی ہے کہ وہ سندھ کے دورے پر ہیں اس لیے مورخہ ۱۲ سے ۱۴ ستمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ یہ دورے پر ہیں یا سیلاب کے دورے پر ہیں؟ جی زاہد خان صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

Point of Order: Condemnation over the termination of a known Journalist by the owner of a Private Channel

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا، دو تین دن پہلے ایک واقعہ پیش آیا جو بہت اہم نوعیت کا ہے۔ بولتا پاکستان کے نام سے ایک چینل پر پروگرام چلتا ہے۔ جناب والا! یہ پروگرام ''آج'' ٹی وی پر دس بجے سے گیارہ بجے تک دکھایا جاتا ہے اور پورا پاکستان اس کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ میں جب بھی دیکھتا ہوں ان کو ٹیلی فون آرہے ہوتے ہیں اور لوگ اس پروگرام کو پسند بھی کرتے ہیں کیونکہ وہ حقیقت پر مبنی باتیں کرتے ہیں۔ اس ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ جو حقیقی باتیں کرتے ہیں لوگ ان کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ جھوٹ اس ملک میں رچ بس چکا ہے۔ جو بندہ جھوٹ بولے، مکاری کرے اس کو سب پسند کرتے ہیں لیکن جو حقیقت بیان کرتا ہے لوگ اس کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ اب بدقسمتی سے نصرت جاوید صاحب نے اس دن رات کو میرے ساتھ بات کی اور جب میری بات ختم ہوئی تو مجھے پتا نہیں چلا کیونکہ ٹیلی فون پر بات ہو رہی تھی، اس دن میں اور نصرت جاوید صاحب ''جیو'' پروگرام میں تھے اور میں حیران ہوا کہ یہ تو اپنا پروگرام چلا رہے ہیں۔ اب ''جیو'' پر جب وہ آیا تو حامد میر صاحب نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے پوچھا کہ آپ نے خود چھوڑا انہوں نے کہا کہ خود نہیں چھوڑا۔ میں پروگرام چلا رہا تھا اوپر سے آرڈر آیا پروگرام بند کر دو۔ پروگرام بند کرنے کے بعد مجھے نکال دیا گیا۔ اب اگر ایسے ادارے یا ایسے چینل یا ایسے مالکان کسی بھی جرنلسٹ کو مکھن سے بال کی طرح نکال دیتے ہیں تو پھر یہ کیسے چلے گا اور ہم کیا آزادی صحافت کی بات کریں گے؟ کیا وہ بیچارے کہیں گے کہ اس ملک میں آزاد صحافت چل رہی ہے؟ ۶۳ سال سے اس ملک میں جھوٹ پر مبنی سب چیزیں چلتی رہیں اب اگر کوئی حقیقت کی طرف جا رہا ہے، حقیقت قوم کے سامنے لا رہے ہیں تو ان کے سر پر تلوار لٹک رہی ہوتی ہے کہ جب بھی سچ بولا تو سر کاٹ دیا جاتا ہے۔ جناب والا! سینیٹ سے اس ادارے کے خلاف ایک قرارداد پاس ہونی چاہیے تاکہ آئندہ کے لیے کوئی ادارہ ایسی جرات نہ کرے اور اپنے ورکرز کو جو سچ بول رہے ہیں مکھن سے بال کی طرح باہر نہ نکال دیا جائے۔ ہم سب پارلیمنٹیرینز پر فرض ہے کہ ہم اس کی مذمت کریں اور warning دیں کہ اگر آئندہ کسی بھی ورکر کے ساتھ یہ واقعہ ہوا تو ہم اس کے خلاف قرارداد لائیں گے اور اس ادارے کو بند کریں گے کیونکہ یہ قوم کے پیسوں سے چلتے ہیں، ہمارے پیسوں سے چلتے ہیں۔ اگر یہ ورکر کو اس طرح نکال دیں تو یہ ہمیں گوارا نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ نصرت جاوید کی ملازمت کی شہادت تھی۔ اس کے تحت آپ ایسی قرارداد لائیں کہ electronic media والوں کو تحفظ ملے، پرنٹ میڈیا والوں کو بھی تحفظ ملے، ان کے wage board کے معاملات بھی طے ہوں، ان کو insurance بھی ملے۔ ایک مربوط قسم کی قرارداد لے آئیں، یہ ہمارے پاس روز روز نہیں پھنستے یہ مالک پورے ''ڈان'' ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: نصرت جاوید پورے میڈیا کی علامت ہیں۔ وہ اپنے سارے working journalist کارکنوں کے لیے قرارداد لے آئیں۔ ایک نصرت جاوید نہیں، کئی سو نصرت جاوید جیسوں کا فائدہ ہو جائے گا۔ مضبوط قرار داد لائیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں ادھر بیٹھ کر آپ کو سپورٹ کروں گا۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس پر قانون سازی ہونی چاہیے۔

Resolution is not sufficient.

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں قانون سازی کریں تو اور اچھی بات ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! اس پر ایک پرائیویٹ ممبر بل line میں موجود ہے اسی کو improve کر کے finalize کر لیں۔ اس کو آپ قانونی شکل دیں تو فائدہ ہے، resolution کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ چاہتے ہیں کہ مغرب کی نماز کے بعد مولانا کو سنا جائے۔ آپ move تو کریں، زبان کلامی بات نہ کریں۔ کاغذوں پر move کریں تا کہ ریکارڈ کا حصہ بنے۔ آپ قرارداد تو بنائیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: جناب والا! جو نصرت جاوید صاحب کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، یہ انتہائی زیادتی ہوئی ہے۔ اس پر پورے ملک کو مذمت کرنی چاہیے لیکن مالکوں کی نہ کریں، انکوائری اس بات کی ہونی چاہیے کہ ان مالکوں کو کہا کس نے ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ ان کو کہا کس نے ہے کہ فلاں فلاں کے خلاف ایکشن لیں۔ اس ملک میں اتنے طاقتور لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو مالکوں کو مجبور کرتے ہیں۔ باقی جو آپ کہہ رہے ہیں تو ITNE بنا ہوا ہے ، مالک بھی اللہ کے فضل سے ہمارے ملک میں ''پورے'' ہیں۔ وہ اپنے ورکروں کو تین تین مہینے تک تنخواہیں نہیں دیتے وہ ایک الگ مسئلہ ہے۔

یہ ایک particular بات ہے کہ نصرت جاوید کا مالک نے پروگرام بند کر دیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مالک کے اوپر کونسا ایسا خوف سوار تھا کہ وہ اپنا پروگرام درمیان میں بند کر رہا ہے۔ اس کی کون انکوائری کرے گا۔ اصل میں تو ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے تا کہ کل کسی دوسرے نصرت جاوید کو عبرت کا نشان بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کی بات صحیح ہے۔ جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین! جناب چیئرمین، آج کے ایجنڈے پر آئٹم نمبر ۴ ہماری طرف سے The Journalists Protection and Welfare Bill, 2011 موجود ہے اس کو اس فلور پر آنے کے بعد کمیٹی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ہم نے جو کچھ تجویز کیا ہے وہ بھی اور جو سینیٹرز اس میں input دینا چاہتے ہیں وہ بھی اس میں آسکتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل، جی راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب والا! جس طریقے سے پروفیسر ابراہیم صاحب نے فرمایا ہے اس بل کو پروفیسر خورشید صاحب نے draft کیا تھا، وہ Bill پھر circulate ہوا اور سارے Independent Opposition Group نے اس کی تائید کی ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے بارے میں یہ تاثر ہے کہ دنیا بھر میں journalists کے لیے سب سے خطرناک ملک بن گیا ہے، اس تاثر کو ختم کرنے کے لیے Private Member's Bill ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا comprehensive Bill ہے، اس میں ان کی service کی protection ہے، ان کی life کی protection ہے، ان کی injury کی protection ہے اور compensation ہے۔ اس میں حکومت بھی responsible ہو گی اور جو ادارہ ان کو employ کرتا ہے وہ بھی responsible ہو گا۔ وہ ایک comprehensive Bill ہے، اس میں انشاء اللہ تعالیٰ ساری situation cover ہو جائے گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی رحمت اللہ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: مولانا صاحب کو تسلی سے سنیں تا کہ دل کھول کر بات ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں تو چاہتا ہوں کہ دل کھول کر باتیں کریں، سینہ تان کر بات کریں اور گریبان چاک کرکے بات کریں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: اگر آپ اجازت دیں تو آپ کی ٹیبل پر ایک Privilege Motion پڑا ہوا ہے میں اس کو move کر دوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ کل move کر دیں گے۔ آج flood situation پر بات کریں گے۔ آج ہمارے سندھ کے بھائی بلکہ سارے پاکستان کے flood affectees انتظار کر رہے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ جی ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب والا! کچھ دن پہلے 27 رمضان کو ہمارے سندھ کے سابقہ وزیر داخلہ ذوالفقار مرزا نے پریس کانفرنس کی اور اس میں انہوں نے بہت ساری باتیں کیں اور allegations لگائے جو کہ بہت ہی serious نوعیت کے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں حکومت ان سارے allegations پر investigate کرے اور ان پر کارروائی کرے۔

(اس موقع پر ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ہمایوں صاحب اپنا Point of Order complete کریں۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب والا! ان allegations میں ایک serious allegation یہ تھا کہ پشتونوں کے بارے میں نسل کشی کی بھی بات کی گئی تھی اور پشتونوں کو کراچی سے ختم کرنے کی بھی بات کی گئی تھی، اس کی بھی investigation ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ ایک بہت ہی serious allegation ہمارے وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک پر لگایا گیا۔ ان کے بارے میں جناب ذوالفقار مرزا نے کہا کہ ملک کے لیے سب سے بڑا خطرہ رحمٰن ملک ہیں اور انہوں نے کہا کہ میرے پاس اس کا proof بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں ایک former Interior Minister جو کہ پیپلز پارٹی کے بہت ہی پرانے رکن بھی ہیں ان پر اس طرح کے الزامات لگانا، ہمارے لیے بڑی تشویش کی بات ہے۔ اس تشویش کے بارے میں حکومت ہماری تسلی کروائے اور اس بات کی مکمل تسلی کروائے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اور جب تک اس بات کی تسلی حکومت نہیں کراتی اس وقت تک رحمٰن ملک یا تو رضاکارانہ طور پر استعفیٰ دے دیں یا وزیر اعظم صاحب ان کو عہدے سے ہٹائیں جب تک ان پر

لگائے گئے الزامات غلط prove نہیں ہوتے۔ یہ ہماری قومی سلامتی کا بڑا مسئلہ ہے۔ ان کو اس وقت تک detain کریں اور ان کو عدالت میں پیش کیا جائے اور سپریم کورٹ بھی suo moto action لے اور اس کی تفتیش کرے اور جو بھی اس کی findings آتی ہیں اس کے مطابق action لیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ اب ہم مغرب کی نماز کا وقفہ کرتے ہیں 15 منٹ کے لیے۔

(The House was then adjourned for 15 minutes for Maghrib prayers.)

(بعد از وقفہ نماز مغرب اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب قائم مقام چیئرمین جناب جان محمد خان جمالی شروع ہوئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ بسم اللہ کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب والا! آپ کے علم میں بلوچستان کے مسائل اور امن و امان کا مسئلہ ہو گا۔ ان پر بھی یہ ایوان کوئی دن بحث کے لیے مقرر کرے۔ ہر جگہ مسخ شدہ لاشیں اور خانہ جنگی کی صورت حال ہے۔ مکران، بلوچ علاقوں، کوئٹہ میں ٹارگٹ کلنگ ہے۔ ان تمام چیزوں پر بحث کرنے کے لیے ایک دن مقرر کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ایک ساتھی نے ڈاکٹر ذوالفقار علی کے حوالے سے یقیناً بہت اہم بات کی ہے۔ اس بارے میں انہوں نے ہمارے وزیر داخلہ پر جو الزامات لگائے ہیں، وہ بہت سنگین الزامات ہیں۔ ان کا سنجیدگی سے نوٹس لیا جائے اور ان کو طلب کیا جائے۔ ان پر جو الزامات لگائے گئے ہیں، رحمٰن ملک صاحب ایوان میں آ کر بتائیں کہ یہ سچ ہیں یا جھوٹ ہیں۔ رحمٰن ملک صاحب ملک کے وزیر داخلہ ہیں۔ اگر ایک وزیر داخلہ پر اس طرح کے الزامات ہوں تو ان کا وزیر داخلہ رہنا ٹھیک نہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ملک کی سلامتی کا معاملہ ہے۔ اس کو بھی ذرا نوٹ کیا جائے اور سنجیدگی سے اس کا نوٹس لیا جائے۔ آخر میں عرض کروں کہ صحافی حضرات کے لیے آنے والے بل کی جمعیت علمائے اسلام مکمل حمایت کرتی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ اگر اس طرح حق بات کہنے پر صحافیوں کو نوکری سے برخاست کیا جاتا ہے تو غلط ہے اور ان کی حفاظت کا بھی مسئلہ ہے۔ زاہد خان صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا ہے، میں کہتا ہوں کہ اس سلسلے میں House ایک قرارداد pass کرے۔ جس مالک نے اس صحافی کو نکالا تھا، اس کو بھی نوٹس دیا جائے کہ آپ نے کس وجہ سے نکالا تھا اور جس

نے مالک کو کہا تھا، اس کی بھی enquiry ہونی چاہیے ورنہ صحافی جو ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی کوئی protection نہیں ہے۔ جمعیت علمائے اسلام یہ مطالبہ کرتی ہے کہ اس بات کا سنجیدگی سے نوٹس لیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے اچھی باتیں کی ہیں، کیلے اور سیب کی باتیں نہیں کیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ اپنی پارٹی کی Central Committee کے ممبر خیر جان بلوچ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو آواران کے ضلعی ناظم تھے اور BSO کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔ آج وہ اپنے خاندان کے ساتھ جس میں ان کی والدہ اور بہن بھی تھیں، آواران سے کراچی آرہے تھے کہ ان پر حملہ ہوا جس میں وہ بچ گئے ہیں۔ میں اس House میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں۔ بدقسمتی سے بلوچستان میں گورنمنٹ نام کی کوئی چیز نہیں ہے جس سے ہم اپیل کریں۔ ہم اس عمل کی مکمل طور پر مذمت کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ بڑے افسوسناک حالات ہیں۔ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب! میرا اور آپ کا بھی وہی صوبہ ہے، یہ بڑی افسوسناک حالت ہے۔ رحمت کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب چیئرمین! شکریہ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: نیر بخاری صاحب کے ساتھ ہی کر لیں تاکہ Leader of House and Leader of the Opposition دونوں اکٹھے ہو جائیں تاکہ unanimous ہو جائے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: آپ pass کریں، بتائیں، انشاء اللہ اس پر کوئی objection نہیں کرے گا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب چیئرمین! اجازت ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بات کریں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: جناب چیئرمین! بلوچستان کے حالات کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ ہمارے ہاں highways اول تو ہیں ہی نہیں جو ایک، آدھ ٹکڑا ہے، وہ غیر محفوظ ہے۔ Law and order کس کی responsibility ہے، ہمیں اس کا بھی کچھ پتا نہیں چل رہا۔ عید کے موقع پر ایک مذہبی عبادت گاہ پر حملہ ہوا، اس میں جتنے لوگ شہید ہوئے اور گزشتہ ہفتے کوئٹہ میں .F.C کے ایک Brigadier کے گھر پر حملہ ہوا، اس کی enquiry کون کر رہا ہے؟ رحمن ملک صاحب کوئٹہ تشریف لائے، کوئی Federal Investigation or Informative Agency اس کو investigate کر رہی ہے، Provincial کر رہی ہے یا جو غیبی ہاتھ ہیں، وہ اس کی تفتیش کریں گے۔

اگر اس House کو اس قابل سمجھا جائے جو کہ شاید ان کے لیے ناگوار ہو تو بلوچستان کے حوالے سے اس House کی ایک کمیٹی خصوصی طور پر بنائی جائے۔ جناب! آپ کے علم میں ہے کہ ہماری تمام Highways قطعی غیر محفوظ ہیں۔ اگر impartial enquiry کی گئی تو شاید کچھ خوفناک باتیں نکل آئیں کہ جو لوگ صاحب اقتدار ہیں، ان کی نظر لگ گئی ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس سے پہلے کہ میں مولانا صاحب کو موقع دوں، بارہ سینیٹروں کی موقع محل کے مطابق ایک قرارداد آئی ہے۔ زاہد خان صاحب، اس کو move کریں۔ ان بارہ سینیٹروں میں مشاہد اللہ خان صاحب، عبدالرحیم خان صاحب، افراسیاب خٹک صاحب، پروفیسر ابراہیم صاحب، وسیم سجاد صاحب، زاہد خان صاحب، عباس آفریدی صاحب، اسحاق ڈار صاحب، ڈاکٹر عبدالمالک صاحب ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! Leader of Opposition بھی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی مولانا حیدری صاحب بھی ہیں۔ بسم اللہ کریں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں فردوس عاشق اعوان صاحبہ آئیں اور مسئلہ حل کریں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جناب چیئرمین! ہم ایک قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں کہ

''سینیٹ کا یہ اجلاس ایک private channel کی طرف سے ملک کے نامور صحافی نصرت جاوید صاحب کی ایک پروگرام پیش کرنے پر برطرفی کی مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ آزادی صحافت کو یقینی بنانے اور کارکن صحافیوں کی ملازمت کا تحفظ کرنے کے لیے اقدام اٹھائے۔ ملک کا ایوان بالا اس واقعے کی تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس لیے آزاد صحافیوں پر دباؤ ڈالنے والوں کو بے نقاب کرنا ضروری ہے''۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: It may be sent to the Committee.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ We are sending it to the information Committee. Thank you. Moulana Sahib please take the floor. جو شامل ہونا چاہتا ہے، وہ اپنے دستخط کر دے۔ غلام علی صاحب آئیں گے، میں بھی اس کمیٹی کا ممبر ہوں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کی صدارت میں تمام پارٹی قائدین کا اجلاس ہوا اور اس میں دو issues زیر غور آئے۔ حالیہ بارشوں کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات اور بالخصوص صوبہ سندھ کے بیس سے زائد اضلاع متاثر ہوئے ہیں-----

(اس موقع پر صحافی حضرات گیلری سے باہر چلے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ صحافی کیوں جا رہے ہیں؟ ہم تو ان کے ساتھ ہیں۔ کچھ دوست جائیں، ہم ہی ان کے ساتھ رہ گئے ہیں، ان کے مالکان تو ان کے ساتھ نہیں رہے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: اسی طرح کراچی ایک عرصے سے جل رہا ہے اور آگ و خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ یہ طے ہوا تھا کہ آغاز سیلاب سے کرتے ہیں کہ حالیہ بارشوں کے نتیجے میں ملک بھر میں اور خصوصاً صوبہ سندھ میں جو جانی و مالی نقصانات ہوئے ہیں، ان پر اظہار افسوس کے ساتھ اس بات کا بھی جائزہ لیا جائے گا کہ جو لوگ متاثر ہوئے ہیں، ان کو بروقت امداد پہنچ رہی ہے-----

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: زاہد خان، عباس خان آفریدی ان کی طرف گئے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اچھا ٹھیک ہے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: ان کے ساتھ بروقت تعاون ہو رہا ہے یا نہیں۔ حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں؟ عام خیراتی ادارے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ ہم جو ذمہ دار ہیں، ہمارے کیا فرائض ہیں؟ اس حوالے سے ہم سب نے مل کر ایک مختصر سی قرارداد ترتیب دی ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہم آج اس معزز ایوان کے توسط سے آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ حالیہ بارشوں کے نتیجے میں صوبہ سندھ کے علاوہ ملک بھر میں بڑے جانی اور مالی نقصانات ہوئے ہیں۔ ابتدائی اطلاع کے مطابق صوبہ سندھ کے نقصانات اس طرح ہیں کہ یہاں پر چالیس لاکھ سے زائد افراد سیلاب کی تباہ کاریوں کی وجہ سے ہجرت پر مجبور ہوئے ہیں۔ وہاں پر سینکڑوں کی تعداد میں اموات ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب، جو اموات ہوئی ہیں، ان سب کے لیے دعائے مغفرت کر لیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: قرارداد مکمل کر کے کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: قرارداد کے بعد کر لیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: اسی طرح حکومت نے جو بتایا ہے کہ ایک لاکھ چالیس ہزار افراد کو خیمے، ادویات اور خوراک مہیا کی گئی ہے جبکہ اڑتیس لاکھ پچاس ہزار افراد اب بھی امداد کے منتظر ہیں۔ خیمے، خوراک، پینے کا صاف پانی اور ادویات کا اگر فوری طور پر انتظام نہ کیا گیا تو وبائی امراض پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ جناب چیئرمین! حالیہ بارشوں کے نتیجے میں وبائی امراض پھیلے ہیں۔ گیسٹرو اور ڈینگی وغیرہ بھی شاید بارش اور سیلاب کا نتیجہ ہیں۔ اس لیے ہم آپ سے درخواست گزار ہیں کہ آپ اس House کو سیلاب پر اظہار خیال کی اجازت دیں۔ ہم، آپ سے جو معصوم اور بے گناہ لوگ سیلاب سے

ہلاک ہوئے ہیں یا ملک بھر میں قتل کئے گئے اور شہید کئے گئے ہیں، ان کی مغفرت کی دعا کی اجازت چاہتے ہیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب دعائے مغفرت کرلیں۔

(اس موقع پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بنگش صاحب بات کریں، ان کے بعد لاٹ صاحب بات کریں گے۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: شکریہ جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے،اس وقت ملک میں جو بھی صورت حال ہے لیکن سندھ میں جو سیلاب آیا ہےمیں اس کو priority دوں گا۔ہم قوم کو ایک message دیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ملک میں law and order کا مسئلہ ہے خصوصاً جو کچھ کراچی میں ہوا ہے۔ میں کراچی کے حوالے سے صرف ایک شعر کہنا چاہوں گا۔ مشاہد صاحب شعری ذوق رکھتے ہیں، میں ان کی توجہ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مشاہد صاحب! آپ کے مقابلے میں شعر آرہا ہے۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: میں کراچی کے مسئلے پر ایک شعر پڑھوں گا اور سمندر کو کوزے میں بند کرنا چاہوں گا کہ:۔

لگا کے آگ شہر کو بادشاہ نے یہ کہا
اٹھا ہے دل میں تماشے کا شوق بہت
جھکا کے سر سبھی شاہ پرست بول اٹھے
حضور شوق سلامت رہے شہر اور بہت

بات یہ ہے کہ اس وقت جو صورت حال بنی ہوئی ہے، حیدر صاحب نے مختصر الفاظ میں بتائی ہے۔ میں دبئی سے کل پہنچا ہوں، اتفاق سے Ambassador and Counsel General کا تعلق صوبہ سندھ سے ہے، میں نے آنے سے پہلے دونوں کو فون کرکے کہا کہ آپ کو کم از کم احساس ہونا چاہئیے، ہمارا پورا سندھ سیلاب میں ڈوبا ہوا ہے اور آپ لوگ ابھی تک کچھ نہیں کرسکے۔ جناب! میں اس بات پر کوئی تقریر نہیں کروں گا، میں practical بات کرتا ہوں۔ آپ ہر پارٹی کا مجھے ایک ایک بندہ دیں، یہ صرف ticket خود خریدیں، ویزے، ,accommodation کھانا، پینا میرے ذمے ہوگا، میرے ساتھ

دبئی میں ایک ہفتہ رہیں، انشاء اللہ ہم چار، پانچ کروڑ روپے سیلاب زدگان کے لیے اکٹھے کر کے لائیں گے، میرا آپ سے یہ وعدہ رہا۔ جو بھی نام لکھوانا چاہے، ہم ایک delegation لے کر جائیں گے، ہمارے وہاں پر بہت مخیر حضرات ہیں، ہم یہاں اپنے آپ سے شروع کریں، ہماری تنخواہوں سے سیلاب زدگان کے لیے پیسے کاٹیں۔ ہم میں بہت سارے لوگ ہیں جو پہلے سے بھی دیتے ہیں لیکن ہمیں collectively message دینا چاہیے، ہم یہاں پر prestige اور privileges کے لیے نہیں بیٹھے، جب قوم پر آفت آئے تو ہمیں practically اپنے آپ سے شروع کرنا چاہیے۔ ہم اپنے ان ساتھیوں کو یہ message دیں کہ ہم واقعی آپ کے ساتھ ہیں۔ Thank you very much.

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں ایک مہینے کی تنخواہ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بعد میں کرتے ہیں، کاش! ہم سب الیاس بلور کی طرح ہوتے۔ گل محمد لاٹ صاحب۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ Sir, I am thankful to you for giving me the floor. جناب! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت 1100 millimeter بارش پورے تھر میں ہوئی ہے اور ابھی تک 110 millimeter بارش ہمارے علاقے میں ہو چکی ہے اور پورے سندھ میں سب سے زیادہ بارش تھر میں ہوئی ہے۔ ہمارے 16 اضلاع ایسے ہیں جن میں تقریباً emergency کی سی situation ہے اور سندھ میں cotton and chili کی crops ختم ہو چکی ہیں، اس کے economic effects ہوں گے اور ہماری export پر بھی effects ہوں گے، میں اس پر بعد میں آتا ہوں۔ میرے اپنے district کی یہ حالت ہے کہ آپ خود جانتے ہیں کہ تھرپارکر district, Thar is the most backward district in the whole Thar. ہمارے 90% لوگ چھوٹے، چھوٹے کچے گھروں میں رہتے ہیں، وہاں پر تقریباً one million کی population ہے جو بچوں اور بیویوں کے ساتھ کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہیں جن کے پاس خوراک نہیں ہے جن کے پاس چھت نہیں ہے۔ ہم جسے ترائی کہتے ہیں، جہاں پر پانی جمع ہوتا ہے، وہ ترائیاں اتنی گندی ہو گئی ہیں، تقریباً 275000 livestock بکریاں اور گائیں جن پر پورے تھر کے لوگوں کا گزارہ ہے، وہ جانور مر چکے ہیں کیونکہ پانی کی ترائیاں گندی ہو گئی ہیں، ان میں smell پیدا ہو گئی ہے، وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے، لوگوں کے پاس کھانا نہیں ہے، لوگوں کو tents چاہییں۔ سندھ Government نے اپنے طور پر

تھر میں ہزاروں tents دیے ہیں، کھانے کی تھیلیاں بانٹی ہیں۔ ہم اپنے طور پر جو کچھ کر سکتے تھے، ہم نے کیا ہے لیکن میں اس وقت آپ کے توسط سے Government of Pakistan سے یہ request کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے سب لوگ اس وقت کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں ہے، we need food, we need tents, we need medicines اور یہ چیزیں انتہائی ضروری ہیں ورنہ ہزاروں لوگوں کی deaths ہو جائیں گی۔ ہمارا تھر میں موجود ہونا ضروری ہے، اس لیے میں یہاں پر یہ بھی request کروں گا کہ آپ اس صورت حال کی وجہ سے فوراً House prorogue کریں اور ہمیں اجازت دیں کہ ہم واپس جائیں اور اپنے areas میں جا کر اپنے لوگوں کی جو بھی help کر سکتے ہیں، وہ کریں۔

جناب! مجھے ایک اور چیز کی بھی request کرنی ہے کہ because of the political heat in Sindh جو کچھ اس وقت اخبارات میں ہو رہا ہے، جو کچھ media میں ہو رہا ہے، اس کی وجہ سے یہ ایک important issue ہے کہ سندھ کے 22 اضلاع میں سے 16 اضلاع complete آفت زدہ ہو گئے ہیں، وہ سارا معاملہ پیچھے چلا گیا ہے، ہمارے لوگ مر رہے، لوگوں کے پاس کھانے کے لیے نہیں اور ہم یہاں بیٹھ کر سیاست کر رہے ہیں، ہمیں اس وقت ملک کو بچانا ہے۔ میں آپ کے توسط سے Opposition اور سارے دوستوں سے request کرتا ہوں کہ اس وقت مہربانی کریں، یہی time ہے۔اس وقت سندھ کی یہ صورت حال ہے کہ جو 2009 کا سیلاب تھا ، اس سے تقریباً پانچ گنا زیادہ سندھ میں تباہی آئی ہے۔ آپ یہ سمجھیں کہ آج جو سندھ کا زمیندار ہے، اس کے پاس کوئی چیز نہیں بچی ہے۔ ہمارا جو ہاری ہے، وہ کم از کم تین، چار سال پیچھے چلا گیا ہے کیونکہ اس کے پاس کھانے کے لیے نہیں ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ سندھ میں ان تمام اضلاع میں جتنے بھی banks کے زمینداروں پر قرضے ہیں، وہ معاف کئے جائیں، خاص طور پر جو چھوٹے زمیندار ہیں جن کی زمین پانچ، دس ایکڑ سے زیادہ نہیں ہے، ان کو بیج بھی دیا جائے۔ Prime Minister صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے پیسوں کا اعلان بھی کیا لیکن وہ پیسے بہت کم ہیں، کل C.M صاحب نے ہمارے ایک، ایک ضلع کے لیے دو، دو کروڑ روپے announce کئے ہیں۔which is nothing اس سے کہیں زیادہ وہاں پر پیسوں کی ضرورت ہے، صرف تھر میں جو tents چاہییں ، میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم وہ کروڑ روپے کے ہیں، کھانا اور ادویات اس کے علاوہ ہیں۔ جناب! میں آپ کے through یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں نے جو یہ demands کی ہیں، آپ ان پر غور بھی کریں اور اپنی کوئی ruling دیں اور Federal

Government کو Senate کے floor سے specially یہ کہا جائے اور میں اپنے سارے دوستوں سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ میرے ساتھ اپنی آواز ملائیں۔ اس وقت ہمارے علاقے میں ہمارے لوگوں کو ہماری help کی ضرورت ہے، ان کی help کریں ورنہ وہاں پر بہت زیادہ نقصان ہو گا۔

Thank you very much sir.

جناب قائم مقام چیئرمین: زاہد خان صاحب! آپ صحافی دوستوں کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے تھے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ چیئرمین صاحب۔ ہمارے ایک ساتھی سے ایک technical غلطی ہو گئی اور کہا گیا کہ یہ قرارداد کمیٹی میں پیش کی جائے، یہ تو قرارداد مذمت ہے، اس کو ہاؤس میں پیش کریں، اسے pass کریں اور اس کے بعد آپ ruling دیں لیکن اس سے پہلے اس کو pass کروا لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کو دوبارہ move کر دیں اور Leader of the House اجازت دیں تو اس کو pass کر دیتے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: ٹھیک ہے۔ اس پر سب نے دستخط کیے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں ہاؤس کا sense لے لوں تاکہ صحافیوں کے بارے میں قرارداد کو unanimously pass کیا جائے؟ جی غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری: جہاں تک صحافی کو نکالنے کی بات ہے تو انہوں نے پہلے MQM پر allegation لگایا تھا اور ہم نے واضح طور پر اسی وقت channel پر کہہ دیا تھا کہ اس قسم کی بیوقوفی MQM نہیں کرتی، ہم صحافی بھائیوں کا احترام کرتے ہیں، ہم نے کوئی call نہیں کی۔ خود اس کے جو owner زبیری صاحب ہیں انہوں نے اپنے channel پر یہ خبر چلائی کہ ہم نے نہیں نکالا نہ ہی ہمیں MQM نے فون کیا۔ لہذا جب یہ واقعہ نہیں ہوا ہے تو اس حوالے سے کوئی قرارداد نہیں بنتی۔ اس کو سیاسی issue نہ بنایا جائے۔ سندھ میں سیلاب آیا ہوا ہے، ہمیں بھی بہت سے جوابات دینے ہیں، ہم خاموش ہیں۔ اس وقت ہمارے بھائی وہاں سیلاب سے متاثر ہو رہے ہیں، ہمیں مل کر ان کی مدد کرنی چاہیے۔ آج قومی اسمبلی میں یکجہتی کا ثبوت دیا گیا ہے اور انہوں نے اجلاس prorogue کیا ہے۔ اس وقت جو لاٹ صاحب نے کہا میں اس کو endorse کرتا ہوں کہ ہمیں بھی اس ہاؤس کو

prorogue کر کے اپنے ان پاکستانی بھائیوں کی مدد کرنی چاہیے جو سندھ میں پریشانی کا شکار ہیں۔ اس وقت سندھ کے districts 16 ڈوبے ہوئے ہیں، بہت برا حال ہے۔ لہذا میری آپ سے گزارش ہے کہ ہم سیلاب زدگان کو دیکھیں۔ اگر یہ خبر صحیح ہوتی تو میں خود اس قرارداد کو سب سے پہلے پیش کرتا۔ چونکہ خبر ہی غلط ہے، تو پہلے تصدیق کر لی جائے، اگر تصدیق ہو گی تو پھر ہم اس کی حمایت کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: مجھے بابر صاحب سے ہمدردی ہے۔ مجھے ان کی رائے سے اس لیے اختلاف ہے کہ ایک بندہ جو وہاں پر ملازم ہے، وہ خود کہہ رہا ہے کہ مجھے نکال دیا گیا، "آج نیوز" کا مالک بیشک کچھ لیکن ہم نے تو کسی کا نام نہیں لیا کہ کسی کے کہنے پر کیا گیا، ہم تو ایک مذمت کی قرارداد لے کر آئے ہیں کہ ادارے نے ایک صحافی کو نکال دیا ہے جو کہ سچا ہے اور یہ نہیں کہ وہ آج آیا ہے وہ کافی عرصہ سے journalist ہے، تقریباً 20,25 سال سے ہے اور senior journalist ہے، اس نے کبھی بھی ایسی بات نہیں کی اور وہ خود کہہ رہا ہے کہ مجھے نکال دیا گیا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہم کہہ رہے ہیں، ادارہ بیشک کچھے، اس کا پروگرام بند ہو گیا۔ یہ مخالفت کرتے ہیں تو مخالفت میں ووٹ دے دیں لیکن آپ ہاؤس کی رائے لے لیں۔ اگر یہ قرارداد pass ہونی ہے تو ہو جائی گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب والا! آپ یہ دیکھیں کہ اس وقت سندھ میں تباہی مچی ہوئی ہے، وہاں پر سیلاب کی وجہ سے لوگوں کا جینا حرام ہو گیا ہے، لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔ Public representatives کا یہ فرض بنتا ہے، چاہے قومی اسمبلی کے ممبران ہوں، سینیٹ کے ہوں یا وزراء ہوں ان کو اپنی پوری concentration ان بے گھر افراد کو دینی چاہیے۔ یہاں پر جو قرارداد پیش کی گئی ہے وہ اچھی بات ہے۔ آپ اس پر legislation کریں لیکن یہ وقت نہیں ہے، اس وقت پوری concentration ان آفت زدہ لوگوں کو دیں، تمام وزراء، تمام ممبران سینیٹ وہاں جائیں۔ بنگش صاحب نے fund raising کے لیے بڑی اچھی suggestion دی، میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔ غوری صاحب اور لاٹ صاحب نے جو suggestion دی ہے کہ اس ہاؤس کو prorogue کیا جائے، میں ان کی تائید کرتا ہوں تا کہ لوگوں کے غم میں شریک ہو سکیں۔ بہت مہربانی۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وہ قرار داد کا مسئلہ ہو گیا، technically غلط mark ہو گیا اور اس کو follow کیا۔ Resolution stands passed, It was a resolution. Thank you. جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ House Business Committee کی ایک sanctity ہے، سالہاسال سے ہمارا ایک سسٹم چل رہا ہےاور اس میں تمام جماعتیں represented ہیں، House Business Committee میں کوئی ایسی جماعت نہیں کہ جس کے سائز کو مد نظر رکھا گیا ہو، چاہے چھوٹی یا بڑی جماعت ہے وہاں represented ہے۔ جناب چیئرمین! وہاں پر فیصلے کرنے کے بعد یہاں آکر دوبارہ debate کرکے نئے سرے سے کام شروع کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس House Business Committee کو ختم کر دیں۔ آپ نے وہاں پر تفصیل سے گفتگو کی۔ میں بڑے ادب سے عرض کروں کہ جو میرے ساتھی پیپلزپارٹی کو، MQM کواور ANP کو represent کرتے ہیں، سب موجود تھے اور وہاں کھل کر بات ہوئی۔ میں نیر بخاری صاحب اور غفور حیدری صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے prorogue کے against فیصلہ دیا اور یہ طے ہوا کہ اسے prorogue نہیں کرنا چاہیے۔ اب وجہ کیا ہے؟ وہاں پر تفصیل سے بات ہوئی، وہاں ہم نے اچھی خاصی دو گھنٹے بحث کی اور اس بحث کے بعد آپ نے House Business Committee میں فیصلہ فرمایا اور announce کیا کہ ہم flood پر بات کریں گے۔ یہ ایک elected House ہے اس کی یہ ذمہ داری ہے۔ کیا first world war or second world war میں پارلیمنٹ نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔ ہم اپنی ذمہ داری سے بچنا چاہتے ہیں اور اس کے consequences یہ ہوتے ہیں کہ جن issues پر ہماری ذمہ داری ہوتی ہے ہم ان میں فیل ہو جاتے ہیں تو پھر کوئی اور ادارہ آتا ہے اور suo moto action لے کر اس پر کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جناب! آپ نے ایک فیصلہ کیا ہے، 27 بندوں کی ایک House Business Committee ہے، اس میں تمام parties represented ہیں اور ہم یہاں آکر پھر نئے سرے سے debate کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں اگر یہی طریقہ رکھنا ہے تو پھر House Business Committee کو آج سے ختم کر دیں، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ Honourable Leader of the House, honourable Leader of the Opposition کو میری کسی بات سے اختلاف ہو سکتا ہے، کسی اور سے ہو سکتا ہے لیکن ایک

consensus سے فیصلہ کیا گیا ہے۔ نمبر ایک، آپ نے فرمایا کہ دو دن میں ہاؤس prorogue نہیں ہو گا۔ نمبر دو، اس پر بڑی بحث ہوئی اور مندوخیل صاحب چاہتے تھے کہ پہلے کراچی کے issue پر بحث ہو لیکن فیصلہ ہوا کہ پہلے flood پر بات ہو گی۔ یہ immediate issue ہے اور جونہی یہ ایک دو دن میں ختم ہو گا تو پھر کراچی کے issue پر اور overall country میں law and order with particular reference to Karachi بات ہو گی۔

میں اپنے تمام ساتھیوں سے بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ ایک تو میرے خیال میں یہ ہمارا failure ہے کہ ہم وہاں اپنی parties کو represent کرتے ہیں، ہم اپنے ساتھیوں کو آ کر وہاں ہونے والے فیصلے نہیں بتاتے، یہ سب کی ذمہ داری ہے کہ جو اس کمیٹی میں جائے، وہاں جو طے کر کے اٹھے، اس کے بعد اس فیصلے پر من و عن عمل ہونا چاہیے اور انہیں اپنی اپنی پارٹی کے ممبران کو اطلاع کرنی چاہیے۔ اب کیا میں آپ کی اجازت سے flood پر بات شروع کروں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری: جناب والا! اسحاق ڈار صاحب کی بات صحیح ہے کہ وہاں یہ طے ہوا تھا لیکن چونکہ لاٹ صاحب لیٹ آئے تھے اور انہوں نے جس سنگینی کا احساس دلایا ہے اس پر ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ یہ صورتحال جاننے کے بعد ہم وہی role اپنائیں جو کہ ہماری نیشنل اسمبلی نے اپنایا ہے۔ اگر ہم ان کی بات کو مان لیں تو اس کا مطلب ہے کہ قومی اسمبلی نے غلط role play کیا ہے۔ ہمیں اس وقت یکجہتی show کرنی چاہیے، as parliamentarians ان بھائیوں کے لیے ایک seriousness دکھانی چاہیے جو کہ اس صورتحال کو face کر رہے ہیں، ہر طرح ان کی مدد کی جائے۔ یہ صورتحال سامنے آئی ہے، otherwise مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، بالکل صحیح ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے، وہ تقریر کر لیں۔ دیکھیں جی، اس وقت جو sense of the House لیا گیا اس کے مطابق ہمارا prorogue کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں لاٹ صاحب کی عزت کرتا ہوں وہ میرے ساتھی اور دوست ہیں لیکن پچھلے چوبیس گھنٹے میں کوئی ایسی نئی development نہیں ہوئی جو ہمیں معلوم نہیں تھی۔ جہاں تک ہماری پارٹی کا تعلق ہے ہم اپنا کام کر رہے ہیں، سب کو کرنا چاہیے اور اگر قومی اسمبلی یہ فیصلہ

کرتی ہے تو we are not bound by their decision. ہم اپنا کام کریں، یہاں organize کریں۔ Floods کے لیے دن رات اپنی ساری efforts لگائیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آرام سے غوری صاحب، سب باری باری بولیں جمہوریت کا اصول ہے کہ سب کو سنا جائے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں نے جیسے عرض کی کہ آپ نے ایک فیصلہ کیا ہے وہاں لاٹ صاحب اور بابر غوری صاحب کی پارٹی موجود تھی اور انہوں نے اس پر consent دیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کی جو بنیادی بات ہے اس سے بالکل متفق ہوں۔ دیکھیں جی Advisory Committee کا ایک role اور اہمیت ہے
and we will follow that. All parties are represented there.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اگر قومی اسمبلی نے اجلاس prorogue کرنا ہے تو وہ ان کی اپنی مرضی ہے وہ ضرور کریں لیکن چلیں! یہ بھی اچھی بات ہے کہ وہی پارٹیاں یہاں بھی موجود ہیں اور وہاں بھی موجود ہیں۔ ایک ہاؤس اگر prorogue کر کے جانا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے، دوسرا ہاؤس یہاں بیٹھ کر کام کرے۔ آپ attendance نکالیں ماسوائے بجٹ یا کوئی Constitutional Amendment کے attendance کی کیا percentage ہوتی ہے؟ 35% ,30% تو 65% لوگ کہاں ہوتے ہیں۔ میرا مطلب ہے آپ اس issue سے اپنی نظر بچانے کے لیے یا ہٹانے کے لیے ایسا نہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو reconsider کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو کوئی احترام نہیں ہے House Business Committee کا اور اس فیصلے کا جس سے Leader of the House and Leader of the Opposition دونوں نے agree کیا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: قائد حزب اختلاف کو میں فلور دے رہا ہوں۔ لاٹ صاحب! میں سمجھ رہا ہوں لیکن قائد حزب اختلاف وہاں موجود تھے۔ مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ غوری صاحب! وضاحت کریں پھر آگے چلتے ہیں۔

سینیٹر بابر خان غوری: ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسی طرح قرارداد والی بھی وہ خبر صحیح ہے تو ہم اس کو support کریں گے، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صحیح ہے جی۔ قائد حزب اختلاف دو منٹ بات کرلیں۔ جی باری باری سب بولیں۔ جی لاٹ صاحب! آپ کو ایک منٹ اس کے لیے دینا چاہتا ہوں ۔ جی لاٹ صاحب! ایک منٹ مندوخیل صاحب بات کرلیں، جی۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: آج جب فیصلہ ہوا کہ prorogue نہیں ہوگا اور اس کے لیے دلائل تھے۔ اب یہاں آکر کہتے ہیں کہ سیلاب ہے، لوگ ڈوب گئے ہیں، فلاں ہو گیا۔ واقعی ایسا ہوا ہے لیکن ایک دم یہ نتیجہ کہ کام چھوڑو، پارلیمنٹ کو معطل کرو، یہ کوئی طریقہ ہے؟فیصلہ ہوا تھا، اگر آپ نے یہی کرنا ہے پھر تو صحیح نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں فیصلہ ہو گیا اس کو اگر review کرنا ہے تو ساری Advisory Committee بیٹھے گی، میں اکیلا نہیں کرسکتا۔ جی لاٹ صاحب۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب! میرا صرف یہ کہنا ہے، مجھے ڈار صاحب کا انتہائی احترام ہے، ہم کافی کمیٹیوں میں colleagues بھی ہیں ۔ جو بات ڈار صاحب کہہ رہے ہیں کہ پچھلے چوبیس گھنٹے یا تیس گھنٹے میں ایسی کون سی چیز آ گئی ہے تو جناب! پچھلے چالیس سے پچاس گھنٹوں میں جو بارشیں ہوئی ہیں اوران کا جو effect ہوا ہے، کل بھی پورا بدین ڈوبا ہوا تھا۔ یہاں جو چیزیں چل رہی ہیں یا جو motion آرہی ہے، مجھے ان باتوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ میں تو اپنے طور پر کہہ رہا تھا کہ یا تو پھر آپ ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم جا کر اپنے area کو دیکھیں لیکن چونکہ ہمارا اجلاس چل رہا ہے تو میری اس کے لیے یہ suggestion تھی کہ یا تو اس کو prorogue کیا جائے یا ایک ہفتے کے لیے اس کو postpone کیا جائے تاکہ ہم جا کر پہلے اپنے ایریا میں لوگوں کو دیکھیں اور اس کے بعد اگر آپ کو اجلاس چلانا ہے تو بے شک چلائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی نیر بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ڈار صاحب نے جو کہا Business Advisory Committee کے فیصلے پر عملدرآمد ہونا چاہیے یہ اچھی بات ہےاور نہ صرف اس اجلاس کے لیے بلکہ آئندہ کے لیے بھی وہاں جو فیصلے ہوں ان پر عملدرآمد ہونا چاہیے and sanctity of that should prevail. گزارش یہ ہے کہ لاٹ صاحب نے بات کی انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا کیونکہ یہ affected تھے اور انہوں نے آپ کو ایک suggestion دی لیکن جو

ہوا تھا جس کے مطابق یہ ایوان چل رہا ہے وہ یہ تھا کہ یہ continue کرے گا consensus develop تو اس پر آپ نے خود فرمایا کہ اگر اس کو review کرنا ہے تو it can be reviewed again in the Business Advisory Committee. Obviously there is a decision of that. میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے کہ اس وقت وہاں پر جو problems ہیں اور جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ پچاس لاکھ سے زیادہ لوگ متاثر ہوئے ہیں - میں سمجھتا ہوں اس پر بہت زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے - اگر آپ نے decision میں changes لانی ہیں تو obviously we will take on board every political party. یہ بات نہیں ہے کہ ہم ان کو on board نہیں لیں گے

whatever decision we will be taking about the prorogation or continuing this session, certainly we will take the Leader of the Opposition in confidence and we will take the other parliamentary leaders also in confidence.

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا حیدری صاحب-

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جیسا کہ محترم ڈار صاحب نے فرمایا ہے یقیناً یہ فیصلہ ہوا اگرچہ آراء آپ کے سامنے آئیں اور میں نے اپنی یہ رائے دی تھی کہ ایک آدھ دن اجلاس چلا کر اجلاس کو ملتوی کیا جائے تاکہ ہم لوگ اپنے متاثرین بھائیوں کے پاس جائیں اور ان کی مدد کریں- جیسا کہ میرے بھائی نے فرمایا اور ظاہر ہے کہ وہ متاثر ہیں اور میں بھی متاثر ہوں، چونکہ قلات میں بہت سیلاب آیا ہے اور کافی سارے گاؤں سیلاب میں بہہ گئے ہیں تو جو فرد متاثر ہوتا ہے اس کے اپنے جذبات ہوتے ہیں- اس لیے انہوں نے شاید اپنے جذبات کا اس انداز سے اظہار کیا ہے یقیناً وہ بھی درست فرما رہے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو فیصلے ہم سب نے مل کر کیے ہیں ان پر عملدرآمد ہو تو بہتر ہو گا-

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم گلشن سعید صاحبہ-

سینیٹر گلشن سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ دو تین چیزوں کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں- ایک تو یہ بات ہے کہ مجھے سندھ کے عوام سے بڑی ہمدردی ہے----

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں اگر بات اس سلسلے میں کرنی ہے تو flood پر speeches ابھی ہونی ہیں۔آپ پھر بات کرلیں۔

سینیٹر گلشن سعید: ایک اخباری اور ٹی وی اطلاع کے مطابق صرف کراچی میں اٹھائیس لاکھ غیر ملکی لوگ گھسے ہوئے ہیں بغیر کسی پاسپورٹ اور شناخت کے۔جناب والا! میں آپ سے استدعا کروں گی کہ داخلہ کمیٹی کو اس کی تحقیقات کے لیے کہا جائے اور حکومت پاکستان بھی اس کا نوٹس لے کہ اٹھائیس لاکھ ایک بڑی تعداد ہوتی ہے جو غیر ملکیوں کی ہے، ان میں افغانستان کے لوگ جو مہاجر ہیں، میں ان کی بات نہیں کر رہی ہوں ۔اٹھائیس لاکھ مختلف لوگ ہیں اور اخبار میں یہ بڑی تفصیل سے آیا ہے۔اس کی تحقیقات کی جائے اور پتا کرایا جائے کہ یہ کراچی میں کیا کر رہے ہیں اور ان کا کیا مقصد ہے اور ان کو deport کیا جائے جیسے کہ دوسرے ملکوں میں لوگوں کو جو بغیر پاسپورٹ کے جاتے ہیں ان کو ان کے ملکوں میں واپس بھجوا دیتے ہیں ۔ ہمارے کئی پاکستانی نوکریوں کے لیے مختلف طریقوں سے دوسرے ملکوں میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں یا تو ان کو راستے میں مار دیا جاتا ہے یا وہاں پکڑ کر جیلوں میں بند کردیا جاتا ہے ۔ ہمارے ہاں اتنا کھلا کھاتا ہے پورے پاکستان میں کہ ہر طرف سے راستے کھلے ہوئے ہیں جہاں سے جو مرضی اندر گھس آئے اور یہاں بیٹھ جائے ۔جناب والا! اس بات کا نوٹس لیں اور یہ جو میں بات کر رہی ہوں ، میں داخلہ کمیٹی کی رکن ہوں پچھلے نو سال سے ۔ یہ معاملہ داخلہ کمیٹی کو بھیجا جائے ہم اجلاس میں اس چیز کا پتا کروائیں کہ یہ کراچی میں کیوں موجود ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم، طلحہ محمود کو آنے دیں میں ان سے بات کرکے اس کو حل کرتا ہوں۔ کاظم خان صاحب ! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے کہہ دیں پھر میں اسحاق ڈار صاحب کو floor دوں گا جو سیلاب پر بات کریں گے۔آپ نے Advisory Committee کی بات کرنی ہے اس کی legal position کی وضاحت ہو گئی ہے۔

سینیٹر محمد کاظم خان: شکریہ جناب چیئرمین! بات اصل میں یہ ہے کہ آپ نے فیصلہ تو دے دیا ہے اب میں کیا کہوں۔ بات اصل میں مختصر سی یہ ہے کہ Advisory Committee میں بالکل فیصلہ ہوا تھا یہ ماننے کی بات ہے لیکن اس وقت یہ نئی position arise نہیں ہوئی تھی۔ قومی اسمبلی جو کہ پارلیمنٹ کا حصہ ہے اس نے اجلاس prorogue کردیا ہے، ہمیں کم ازکم قومی اسمبلی سے یکجہتی کا ثبوت دینا چاہیے۔وہ بھی پارلیمنٹ کا حصہ ہے ۔ آپ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر کرکے بات نہیں

چلاسکتے۔ بات یہ نہیں ہے،اس میں جذبات والی بات نہیں ہے یہ نئی پوزیشن جو arise ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ قومی اسمبلی نے اپنا اجلاس prorogue کردیا ہےاس سلسلے کے لیے otherwise یہ نئی position arise نہ ہوتی تو پھر House is supreme اور اس میں جو بھی consensus develop ہوتا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرسکتا ہے، بعض اوقات کمیٹیاں فیصلہ کرتی ہیں تو ایوان اس کو review کرسکتا ہے۔ یہ میری ایک پوزیشن تھی جو میں نے واضح کردی۔ باقی جناب نے فیصلہ دیا ہے وہ دیکھ لیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ڈار صاحب! آپ Flood پر بات کریں۔

Discussion on the Flood Situation in the Country

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں کہ آپ نے House Advisory Committee کے فیصلے کی sanctity کو برقرار رکھا ہے۔ اس کے ساتھ میں Leader of the House کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے بھی اس کو support کیا اور جیسا انہوں نے فرمایا کہ خدانخواستہ اگر کوئی مزید emergency آتی ہے، دو چار دن میں یا ہفتے میں تو اس کو review کیا جاسکتا ہے۔ آپ کسی بھی دن House شروع ہونے سے پہلے کمیٹی کا اجلاس بلا کر اس میں بات کرسکتے ہیں۔ اگر کسی پارٹی کا یہ خیال ہے کہ ان کے وہاں nominees یا representatives ٹھیک طرح سے اپنی پارٹی کے جذبات کی عکاسی نہیں کر رہے تو ان کو review کرنا چاہیے کہ اپنے وہ بندے بھیجیں کہ جب وہ فیصلے کریں تو ان کو honour کیا جائے۔

جناب! ہمارے ملک میں اس وقت لوگ تکلیف میں ہیں اور ہمیں بھی دکھ ہے کہ سندھ میں اس وقت جو position ہے اور تقریباً 20 districts میں بہت تباہی ہوئی ہے، بالخصوص تھرپارکر اور بدین کے علاقوں میں، وہ علاقے مجھے اتنے ہی عزیز ہیں جتنا لاہور یا پاکستان کا کوئی دوسرا علاقہ عزیز ہے۔

میں ریکارڈ پر لانے کے لیے ضرور عرض کروں گا کہ جو relief actions ہونے چاہییں تھے، وہ unfortunately بحیثیتِ قوم ابھی تک نہیں ہوئے۔ نمبر دو یہ ہے کہ پچھلے سال flood آیا، اگر کوئی دس سال پہلے flood آیا ہوتا تو پھر اور بات ہوتی۔ شاید ہماری یادداشت بڑی کمزور ہے، ہم بھول جاتے ہیں، ابھی پچھلے سال ہم نے flood کو face کیا ہے۔ پورے پاکستان میں flood آیا، پورے پاکستان میں ایک chaos اور ایک havoc create ہوا۔ اب ہم نے قسم کھالی ہے کہ کسی چیز سے نہ سبق لینا

ہے، نہ ہم نے اس سے آگے اپنی planning کرنی ہے۔ زندہ قومیں اس قسم کے scenarios اور خدانخواستہ جو calamities ہوتی ہیں، ان سے آئندہ بچنے کے لیے اپنے آپ کو prepare کرتی ہیں۔ اب میں جناب کی توجہ پچھلے سال کے واقعات کی طرف دلاؤں گا کیونکہ مجھے ڈر یہ ہے کہ جو پچھلے سال flood affectees کے ساتھ ہوا ہے کہیں دوبارہ اس وقت کے flood affectees کے ساتھ بھی وہی حشر نہ ہو۔ ابھی تو ان کو جتنی initial relief goods چاہییں جیسا کہ میرے ساتھیوں نے کہا، بقول ان کے وہ بھی ان کو نہیں پہنچ رہیں اور شاید نہیں پہنچ رہی ہوں گی۔

اس floor پر اور قومی اسمبلی کے floor پر، ریکارڈ موجود ہے، وزیرِ اعظم پاکستان نے announce کیا تھا کہ flood affectees کو ایک لاکھ روپیہ per family دیا جائے گا۔ اب اس کا جو پہلا حصہ بیس ہزار کا تھا، وہ صوبے pick کریں گے as first instalment اور آدھا Federal Government دے گی۔ اس حد تک تو payments ہوئیں اور وہ payments میری calculations کے مطابق تقریباً 38 billion کی ہوئیں اور 5 billion کی relief goods on top Federal Government نے دیں۔ ان 38 billion میں سے 19 billion صوبوں نے ادا کیے اور 19 billion Federal Government نے ادا کیے۔ میں نے بجٹ کے وقت بھی چیخ و پکار کی اور اب بھی چیخ و پکار کررہا ہوں، کیا حکومت کی طرف سے مجھے کوئی جواب دے گا۔ آپ روز article دیکھتے ہیں کہ لوگ منتظر ہیں جن کے گھر چلے گئے، جن کے بچے ڈوب گئے، جن کی فصلیں تباہ ہو گئیں، جن کے مویشی بہہ گئے، ان کو آج تک ہم 80 ہزار روپے نہیں دے سکے۔ اس 80 ہزار روپے کی commitment کو پورا کرنے کے لیے آپ کو تقریباً 150 ارب روپے کی ضرورت ہے۔ ہم ایسے parliamentarians ہیں اور ہماری ایسی traditions ہیں کہ آپ 12-2011 کا بجٹ اٹھائیں، رواں سال کا، جس میں ہم نے ان کو پیسے دینے ہیں، اس مد میں ہم نے 5 ارب روپے رکھے ہیں۔ صرف 5 ارب ہم نے رکھے ہیں، جبکہ 150 ارب یا اس سے زیادہ ان لوگوں کو ابھی بھی دینے ہیں اور لوگ منتظر ہیں۔ یعنی یہ تو بد قسمتی ہو گی کہ ملک کے پرائم منسٹر ایک announcement کریں، ان Houses میں تقریریں ہوں، ہم سب اس پر اپنی satisfaction کا اظہار کریں اور اس کے بعد ان کو کبھی نہ دیں۔ ان کے وطن کارڈ بنے ہوئے ہیں، ایک پورا سال ہو گیا ہے ان کی vouching and verification مکمل ہو چکی ہے لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے ہم ان کو پیسے نہیں دے رہے۔

یہاں معاملہ ختم نہیں ہوتا۔ آپ کے اسی بجٹ میں جو ہم نے pass کیا اور میں چیختا رہا، اس میں 356 million dollar کی foreign aid ہے ان flood affectees کے لیے جو کہ تقریباً 28 ارب روپے بنتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم نے صرف 5 ارب مختص کیے۔ اپنی آمدنی اور وسائل میں وہ پیسے ہم نے لے لیے کہ ہماری external inflow آئے گی۔ ہم نے اس کے لیے یہ کام نہیں کیا کہ پیسے pass through کرنے ہیں، یہ لوگوں کی امانت ہے اور اس میں ہم نے 125 billion اور ڈالنا ہے۔ جناب! اس طرح ملک نہیں چلتے۔ یہ چیزیں ہماری ذمہ داری ہیں as Senators and parliamentarians کہ ہم گورنمنٹ کو کم از کم assist کریں، ان کو advise کریں، ان کو صحیح roadmap دیں، ان کو suggestion دیں کہ آپ کس طرف جا رہے ہیں، اس کو آپ ٹھیک کریں۔ بات یہ ہے کہ خدا کے لیے یہ جو flood affectees ہیں، Leader of the House حکومت سے ایک briefing منگوالیں، اگر وہ ان کو written brief دینا چاہتے ہیں، یہ House کو بتائیں کہ اب تک کیا relief measures ہوئے ہیں، کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں، کیا اس میں ہم نے اب تک ان کی مدد کی ہے، food کیا دیا ہے، ان کو camps کتنے دیے ہیں۔ میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ 2 billion allocate کیا گیا ہے۔ جناب! اتنی بڑی havoc کے لیے 2 billion سے کیا ہوگا؟ 2 billion تو کچھ بھی نہیں ہیں، peanuts ہیں۔ ہم پھر اٹھتے ہیں اور ہم فون کرتے ہیں Secretary General UN کو، یعنی ہم 18 کروڑ کی ایک قوم ہیں اور ہمارے ایک صوبے، 20 districts میں سیلاب ہے اور ہمارے بہن بھائی اس وقت ڈوبے ہوئے ہیں، ہمارے اندر اتنی بے حسی آگئی ہے اس general atmosphere میں کہ ہم ان کی مدد کے لیے تیار نہیں ہیں اور ہم United Nations کی منتیں کر رہے ہیں کہ آپ ہماری relief کے لیے اپیل کریں۔

جناب! میں آپ کو یاد کراؤں، آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کہ پچھلے سال میں نے میاں نواز شریف صاحب کے ساتھ جا کر پرائم منسٹر صاحب کو پورا proposal دیا کہ جناب، اپنا پیٹ کاٹ کر، بجٹ میں یہاں یہاں سے پیسے نکال کر، ایک لاکھ روپے per family pay کریں، کسی سے بھیک لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ آئندہ flood کے لیے یہ system permanently in place کریں۔ پرائم منسٹر صاحب بڑے خوش ہوئے، accept کیا، ٹی وی پر ہماری joint press conference ہوئی، ان کے ساتھ دو وزیر بھی تھے لیکن اس کے بعد کسی جگہ سے direction آئی کہ پتا نہیں شاید PML(N) کو کون سا credit مل جائے گا۔ اس کے بعد نہ وہ پیسے ملے، نہ اس پر عمل درآمد ہوا اور آج تک وہ لوگ انتظار کر

رہے ہیں۔ جناب! یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ جناب لیڈر آف دی ہاؤس کو میں request کرتا ہوں کہ یہ ان سے 80 ہزار کا بھی فیصلہ لیں کہ انہوں نے کس طرح pay کرنا ہے، کب pay کرنا ہے، کیا پروگرام ہے۔ ان سے یہ بھی پوچھیں کہ یہ جو 356 million dollar کا inflow آپ نے budget کیا ہے، اس 356 میں سے جو difference ہے وہ آپ نے کیسے pay کرنا ہے۔ 5 ارب آپ نے رکھا ہے، باقی پیسے کہاں سے آئیں گے؟ آپ کے بجٹ میں item ہی نہیں ہے، آپ نے wrong basis پر بجٹ start کیا۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی political مسئلہ نہیں ہونا چاہیے، یہ اس وقت قوم کا سوال ہے۔ کراچی کی situation پر میری کھلے دل کے ساتھ گزارش ہے کہ اس کو analyze کریں، اس کا حل ڈھونڈیں۔ اب نیشنل اسمبلی نے اپنی کمیٹی بنا دی ہے، آپ دیکھیں کہ after all پارلیمنٹ کے دو حصے ہیں، نہ ہم ان کے بغیر complete ہیں اور نہ وہ ہمارے بغیر complete ہیں۔ پارلیمنٹ کا لفظ تو تب پورا ہوتا ہے جب سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کو اکٹھا، یعنی مجلسِ شوریٰ، گنا جائے۔ اب انہوں نے اپنی کمیٹی بنادی ہے، ان کو چاہیے تھا کہ چیئرمین سے، آپ کے ساتھ، افہام و تفہیم کے ساتھ، دونوں Houses کی ایک representative body بناتے۔ اگر آج آپ اپنی ذاتی کمیٹی بنادیں گے تو جیسے Leader of the House نے Advisory Committee میں بھی کہا کہ پھر دو رپورٹس آجائیں گی۔ ایک میں وہ کچھ recommend کر رہے ہوں گے، دوسری میں ہم کچھ recommend کر رہے ہوں گے اور duplication of effort ہوگی۔ ہماری agencies مختلف issues پر اور مختلف ministries میں جا کر دوسرے اداروں کو، non-parliamentary اداروں کو briefing and facts share کرسکتی ہیں تو پارلیمنٹ سے کیوں نہیں share کرسکتیں۔

میری humble request ہے کہ براہ مہربانی اس flood situation کو ہمیں مل کر handle کرنا چاہیے۔ آپ اس پر identify کریں کہ کون سے measures لینے چاہییں۔ آپ تمام parties سے یہ proposals لیں، جیسا کہ میرے بھائی الیاس بلور نے salary کے بارے میں کہا، میں support کرتا ہوں جو بھی voluntarily ہو لیکن minimum ضرور رکھیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ایک مہینے کی زیادہ ہے اور کچھ لوگوں کے لیے شاید بوجھ ہوگا، آپ minimum پندرہ دن رکھ لیں لیکن اس سے اگر کوئی زیادہ دینا چاہتا ہے تو وہ زیادہ دے۔ جناب! پھر وہ پیسے بینک اکاؤنٹ میں، ABL میں نہ پڑے رہیں اور flood affectees پر سے سیلاب گزر جائے اور پیسے یہاں پڑے رہیں۔ اس کو ہم

نے پچھلی مرتبہ بھی ensure کیا تھا اور میں نے الحمدللہ، اس میں out of salary بھی donation ڈالی تھی۔ ہم سب تیار ہیں لیکن مہربانی کریں کہ اس کو آپ اپنی convener-ship میں پایہ تکمیل تک پہنچائیں، ان پیسوں سے چیزیں خریدیں اور وہاں actually relief goods پہنچائیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمارے سندھی بہن بھائی جس مصیبت اور جس پریشانی کا شکار ہیں، ہم سب کا فرض ہے کہ ان کی مدد کریں۔ الحمد للہ، ہماری پارٹی بھی کام کر رہی ہے، 25-24 اگست کو Mian Shahbaz Sharif was the first political leader who visited all these areas before even President and Prime Minister visited those areas. Mian Nawaz Sharif had just come back from Umra, he went on 9th and 10th to all those areas. یہ ہمارا کسی پر احسان نہیں ہے۔ کسی کی invitation پر کوئی نہیں جاتا، کسی پر احسان نہیں ہے، یہ ہم سب کا فرض ہے۔ ایک مسلمان کے لیے تو یہ ہے کہ اگر کوئی بھی مسلمان تکلیف میں ہو، یہ نہیں کہ پاکستان کے اندر کا مسلمان ہی ہو، اس کو اگر تکلیف ہو تو آپ کو ایسے feel ہونا چاہیے کہ آپ کو تکلیف ہو رہی ہے، آپ اس درد اور تکلیف میں سے گزر رہے ہیں۔ جناب! یہ ہماری Islamic teachings ہیں، یہ ہمارا فرض ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ آپ ایک تو mandatory فیصلہ کر لیں، Leader of the House سے discuss کر لیں، دوسرے پارلیمانی لیڈرز سے discuss کر لیں اور ایک minimum criterion رکھ لیں، جو بھی آپ سمجھتے ہیں کہ کسی پر بوجھ نہیں ہوگا، دو ہفتے یا whatever اس کو mandatory رکھیں اور باقی لوگوں اور ساتھیوں کو اجازت دیں کہ اس سے زیادہ اگر کوئی کرنا چاہے تو وہ بھی کرے۔ فوری طور پر سینیٹ سے at source وہ funds کاٹ کر، اس کی چیزیں لے کر مہربانی فرما کر وہاں dispatch کر دیجیے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جی۔ لیڈر آف دی ہاؤس کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب چیئرمین! ان لوگوں کے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں ہے، ہم یہاں بیٹھ کر اجلاس چلائیں گے۔ جناب والا! اس وقت پچاس لاکھ سے زیادہ لوگ بے گھر ہو چکے ہیں، ان کے گھر ٹوٹ چکے ہیں، ان کے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں ہے، ان کے پاس پینے کے لیے پانی نہیں ہے، ان کے پاس ٹینٹ نہیں ہیں، ہم اس وقت اجلاس چلائیں گے اور اس پر باتیں کرتے رہیں گے۔ اگر قومی اسمبلی کا اجلاس adjourn or prorogue ہو سکتا ہے تو ہم لوگ کیوں نہیں

ایسا کر سکتے ہیں، جب ہم ایک پارلیمنٹ کا حصہ ہیں۔ جناب والا! میں اس وقت direct airport سے آرہا ہوں، مجھے کسی نے یہ بات نہیں کہی ہے، میں سندھ کے نمائندے کی حیثیت سے یہ بات کر رہا ہوں کہ اس وقت میرے ساتھ میرے جتنے بھی colleagues ہیں ان کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ ہمارے ساتھ چلیں اور ہمارے لوگوں کی مدد کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جاوید علی شاہ صاحب! Leader of the House کو floor دیا گیا ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! Leader of the Opposition نے بھی بات کی اور ابھی ڈار صاحب نے بھی ذکر کیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹرز کی ایک team بھیجی جائے اور وہ assess کرے، ہم اجلاس کو دو دن کے لیے adjourn کر دیتے ہیں۔ وہ team اُدھر جائے اور دیکھ کر آئے، ہم اتنے میں پیسے بھی جمع کرنے شروع کر دیں جو ہمارے بس میں ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کردوں کہ حکومت نے اس پر جو initiative لیا اور جہاں صوبے اپنی ذمہ داری نبھا رہے ہیں، provincial government, particularly the Sindh Government that has taken an initiative, PDMA کام کر رہی ہے، NDMA کام کر رہی ہے، Red Cross کام کر رہی ہے and I have میں عرض کرنا چاہتا ہوں got some details in response to Dar *Sahib* we will be giving this update everyday. The Prime Minister has constituted a committee and I am also a member of that committee. It's a four member committee, کل یہ constitute ہوئی ہے، so far we have held two meetings and I want to give a rundown what has been done so far.

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے پچھلے چوبیس گھنٹے میں جو activities کی ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! جو information ہمیں ملتی ہے that is in the evening of everyday, so we will be giving that information to the House, we will be giving that information to the media also. ابھی

نو تاریخ تک 19 districts were affected, today there are 23 districts which have been affected by flood over there. پچھلے اڑتالیس گھنٹوں میں جو مزید بارش ہوئی ہے، اس سے affected areas کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ اس سے 5.5 million population affect ہوئی ہے۔ Similarly, پچھلے اڑتالیس گھنٹوں میں اموات کی تعداد 209 سے بڑھ کر 275 ہو گئی ہے۔ فصلوں کا نقصان 1.6 million acres ہوا ہے۔ ہم نے so far 2490 relief camps بنائے تھے اور پھر ہم نے ان کو اکٹھا کیا تا کہ access easy ہو جائے اور آج صورت حال یہ ہے کہ وہاں پر دو ہزار camps ہیں جو exist کر رہے ہیں۔ I will give a rundown کہ اس میں ہم نے جو ٹینٹ فراہم کیے ہیں، جو صوبائی حکومت نے کیے ہیں، جو Red Cross نے کیے ہیں اور جو NDMA نے کیے ہیں، 93178 tents have been provided so far اور کابینہ ڈویژن کے پاس جو ٹینٹ پڑے ہوئے تھے those have been given. NDMA کے پاس جو ٹینٹ پڑے تھے and the government have placed the order to the manufacturing industry that they will be giving us five thousand tents per day. کیونکہ اس مرتبہ جو سیلاب آیا اس نے پچھلے سال کے سیلاب کی نسبت زیادہ affect کیا ہے، یہ سارا سندھ تک confine ہے۔ ہمیں یہ بھی اطلاعات ملی ہیں کہ اس نے بلوچستان کو بھی affect کیا ہے۔ ہم نے راشن کے پیکٹ دیے ہیں، اس میں بیت المال بھی شامل ہے، میں آپ کو اس کی بھی rundown دے دیتا ہوں کہ ہم نے یوٹیلٹی سٹور سے ساڑھے چار لاکھ راشن کے پیکٹ بنا کر جن میں آٹا، گھی وغیرہ شامل تھے تقسیم کیے ہیں۔ We are in the process of that and certainly یہ چیز day to day basis پر ہے، اس پر Federal and provincial Governments اسی جستجو میں ہیں۔ اصل بات distribution کی تھی اور ہم یہ چاہ رہے تھے کہ اجلاس prorogue ہو اور اس کا objective یہ تھا کہ سندھ سے جو representation تھی they should be associated with the distribution of things and that is the most difficult thing. سڑکیں نہیں ہیں، پانی کھڑا ہے، access difficult ہے اور اس کے لیے ہم نے ہر district میں committees constitute کر دی ہیں جن میں DCO and public representatives, they are members of that committee, ان کمیٹیوں کو صوبائی حکومت بھی monitor کر رہی ہے اور ہم بھی انہیں oversight کر رہے ہیں۔ حکومت نے جو کمیٹی

میں would be visiting the affected areas also. کی ہے وہ کل سے constitute government is cognizant of the thing that has caused سمجھتا ہوں کہ damage to the people over there and certainly we do understand. Dar *Sahib* himself knows very well the after effects of this flood. You must see that what would happen after two or three months while the whole crops have been destroyed. The sugarcane crop has been destroyed, the cotton crop has been destroyed. Now the GDP will drop down and certainly it would affect the economy also and whatever you have given in your budget that was the estimated things what you will get from that, certainly that would affect your economy also. اس کے لیے ہم نے international community سے بھی اپیل کی ہے and so far the immediate response we have got from Iran, we have got response from China and Turkey, they have donated tents and announced certain more commitments. We are grateful to them and certainly we look forward to the rest of the world that they would come to help us.

انہوں نے جو بات کی کہ پچھلے سیلاب کے متاثرین کے پیسے نہیں آئے earlier that was settled in the Committee also. We gave them twenty thousand, they have got that money, certainly that was the slackness of the provincial governments, they could not give us the whole details. ہم یہ چاہتے تھے کہ اس کی NADRA verification سے ہو جائے and we should deliver that eighty thousand rupees to the affected persons in a transparent way. This is the rundown which I have given to this honourable House اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اجلاس چل رہا ہے whatever information we will be having, whatever relief work we will be taking up, that will be brought before the House. Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! اس کے لیے میری چار specific proposals ہیں۔ جناب والا! میرے خیال میں ہم تقریروں سے آگے چلیں، کوئی practical کام کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کی جو problems ہیں، ان کی assessment کی ضرورت ہے جسے "need assessment" کہتے ہیں۔ وہاں کے جو ممبران ہیں خاص کر لاٹ صاحب اور جو دوسرے ساتھی ہیں، آپ ان کو اجازت دیں کہ یہ وہاں دو دن کا دورہ کریں اور "need assessment" independently کر کے لائیں، بخاری صاحب کو تو feed back آرہی ہے وہ assessment اس سے match ہو گی اور اسے compare کریں۔

نمبر ۲۔ جناب چیئرمین! سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ بتائیں کہ ہم نے جو سینیٹ میں flood relief account کھولا تھا وہ موجود ہے کہ نہیں ہے، اگر وہ ہے تو اس میں کتنے پیسے ہیں؟ وہ balance بھی بتا دیں، اسی account کو استعمال کریں اور ابھی تیسرا فیصلہ یہ کریں کہ کتنی minimum salary ہو گی جو آپ کاٹیں گے۔ چوتھا فیصلہ یہ کریں کہ Senate Secretariat دو ہفتے یا تین ہفتے جو بھی mandatory ہے، اسے کاٹ کر اس account میں ڈالے۔ اس کے علاوہ voluntarily آپ یہاں پانچ سات آدمیوں کے ایک batch کی ذمہ داری لگائیں کہ جب تک لاٹ صاحب دو تین دنوں میں واپس آتے ہیں، وہ resources mobilize کریں اور فنڈ اکٹھا کریں تاکہ ہم سینیٹ کی طرف سے جو کچھ کر سکتے ہیں، وہ کریں اور relief goods بخاری صاحب کے توسط سے وہاں distribute کروائیں۔ ہم وہاں جو کچھ بھی دے سکتے ہیں وہ وقت پر دیں۔ یہ فیصلہ کریں، میں سب سے پہلے اس account میں دس لاکھ روپیہ ڈالتا ہوں۔ Let's move on اس طرح نہیں کہ صرف تقریریں کر کے گھر جا کر سو جائیں۔ میری گزارش ہے کہ ان چاروں چیزوں پر فیصلہ کریں جو میں نے propose کی ہیں۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب والا! بنیادی بات یہ ہے کہ یہ پورے ایوان کی بات ہے۔ اگر کمیٹی بنے گی تو پورے ایوان کی کمیٹی بنے گی۔ اگر آپ نے اجلاس adjourn کرنا ہے تو اسے دو تین دنوں کے لیے adjourn کریں اور پورے ایوان سے ایک کمیٹی بنائیں تاکہ وہ flood affected areas میں جائے۔ یہ اس طرح نہیں ہوگا کہ ڈار صاحب suggest کریں کہ لاٹ صاحب چلے جائیں

وہاں دیکھ کر آئیں اور اپنی report پیش کریں۔ جناب والا! میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ there should be a consensus of the House. ایوان کی طرف سے ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب چیئرمین! اگر کمیٹی آتی ہے تو میں اپنے طور پر انہیں تھر یا وہ جس بھی علاقے میں جانا چاہتے ہیں

I am ready to host and to take them to all the affected places.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی حاصل بزنجو صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر عبدالنبی بنگش: جناب چیئرمین! میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ایک delegation بھیجیں میں انہیں دبئی لے جانے کے لیے تیار ہوں کیونکہ وہاں سے بھی کافی فنڈ اکٹھا ہو سکتا ہے۔ شاید آپ وہ بات جذبات میں لے گئے یا اس کو مذاق میں لے لیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں۔ ہم جذبات میں نہیں آئے، ہمیں احساس ہے۔ میں خود پچھلی مرتبہ سیلاب میں ڈوبا تھا، مجھے بہت احساس ہے۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: ہمارے اسحاق ڈار صاحب! ماشاءاللہ دبئی میں بھی بہت کام کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پھر آپ ادھر نہ بیٹھیں۔ اگر ہم ایک ٹیم دبئی بھیجیں، ایک کراچی بھیجیں تو ہاؤس تو پھر نہیں چلے گا، پھر دو تین دن کا وقفہ دیں کہ آپ یہ کام کر کے آئیں۔ پھر آپ ادھر نہ بیٹھیں۔ پھر ایک ٹیم دبئی جائے، ایک ٹیم کراچی جائے، دو ٹیموں کو جانا پڑے گا۔ Adjourn کریں گے اور دو تین دن میں آپ ساری information لے آئیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں، adjourn نہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، adjourn کا مطلب ہے ہاؤس چلتا رہے گا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ہاؤس کی کمیٹی کے لیے آپ ان کو پانچ سات بندے دے دیں۔ بنگش صاحب کو آپ overseas کے لیے دو تین بندے دے دیں، دو تین بندوں کی یہاں ڈیوٹی لگا دیں، mobilize کریں، چوتھا salary کا فیصلہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Salary کا تو ذہن میں آرہا ہے کہ 15 thousand دیں۔ بہت سے سینیٹر ایسے ہیں کہ minimum senators they live on their pay, 15 thousand تو دیں پھر آگے سوچیں گے، .minimum 15 thousand plus جو زیادہ دے بسم اللہ۔ میں گزارش کرتا ہوں سارے ممبران سے کہ کچھ بھائی ادھر ٹیمیں بنا کے نکل جائیں، کچھ ادھر بیٹھیں، کہ کیا طریقہ اختیار کریں؟ Committees کی meetings کریں دو دن ادھر ہی رہ کر۔ ہاؤس میں جو ہم فیصلہ کریں، ادھر ہی بیٹھ کر طے کریں کہ ہم نے اتنے پیسے جمع کرنے ہیں، یہ طریقہ اختیار کرنا ہے۔ دو دن ہیں ہمارے پاس۔ پھر ہم تیسرے دن جمع ہوں کہ ہم نے یہ طریقہ اختیار کرنا ہے۔ دو دن میں سینیٹر واپس آجائیں گے۔ جو دبئی جائیں گے وہ پانچ چھ دن لگائیں گے۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: ہاؤس کے ممبر اگر ایک ماہ کی تنخواہ دینے پر راضی ہیں تو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ایک ماہ کی تنخواہ ہر کوئی دے سکتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی جیسے مرضی ہو، Leader of the House and Leader of the Opposition جو فیصلہ کریں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: آپ نے جو فیصلہ فرمایا ہے وہ اپنی جگہ پر درست ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارے بہت سارے مخیر حضرات ہیں جیسے ڈار صاحب نے فرمایا کہ دس لاکھ روپے میں جمع کراؤں گا۔ یہاں بہت سارے ہمارے دوست احباب موجود ہیں وہ بھی اسی طرح مہربانی کریں اور اٹھ کر اعلان کریں تاکہ متاثرین کا بھلا ہو جائے۔ پندرہ ہزار سے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ بسم اللہ کے طور پر ہے .minimum

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: اچھی بات ہے، آغاز ہو جائے لیکن بہت سارے ایسے لوگ ہیں جیسے ولی بادینی صاحب، مندوخیل صاحب ایسے لوگ اپنی زکوٰۃ ہی جمع کروا دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کافی کچھ ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈار صاحب propose کر رہے ہیں کہ ہر سینیٹر 25 thousand minimum جمع کرائے۔ جو اس سے زیادہ کرائے تو بسم اللہ۔ خود کاٹ لیں گے ہم۔

Senator Semeen Siddiqui: Sir, 15 thousand is OK.

سر بات سنیں میری۔ جناب چیئرمین، میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ہم overseas and local دونوں کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: عبدالنبی بنگش صاحب کو تو بٹھائیں اس کمیٹی میں۔ اسحاق ڈار صاحب آپ ٹائم دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: مجھے جب بھی آپ حکم کریں میں حاضر ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مجھے authorize کر دیں کہ میں کمیٹی بنا کے جاؤں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جیسے آپ چاہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، حاصل بزنجو صاحب! آپ کیا رائے دینا چاہتے ہیں۔ تازہ تازہ ٹی وی پروگرام میں ٹی وی اینکر آپ سے love, life کے بارے میں سوال کر رہے تھے۔ میڈم ثریا امیر الدین کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ میں ان کو پہلے right دیتا ہوں۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! میں تقریر نہیں کروں گا، میں بھی اسی طرح بولوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم انہوں نے پہلے time مانگا ہوا تھا۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: بس ایک منٹ میں نے بولنا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ کہتی ہیں ایک منٹ بس۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: حاصل صاحب! میں نے صرف ایک منٹ بولنا ہے۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب! بات سنیں۔ جب دنیا میں سیلاب آتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: انہیں بات کرنے دیں، کافی دیر کے رکے ہوئے ہیں۔ آپ کو بھی موقع دے رہے ہیں میڈم۔ حاصل بزنجو صاحب کے بعد ثریا امیر الدین، پھر سیمیں صدیقی صاحبہ اور ان کے بعد ریحانہ یحیٰ بلوچ صاحبہ۔ جی بولیں جی۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب بڑی حیرت ہوتی ہے ان اسمبلی ممبران پر، سینیٹروں پر، جب دنیا میں سیلاب آتا ہے تو لوگ پارلیمنٹ کو بلاتے ہیں۔ چھٹیاں cancel کر دی جاتی ہیں۔ President اپنی چھٹیاں cancel کر کے کام پر آجاتا ہے۔ یہاں پر یہ پہلی دفعہ نہیں ہو رہا۔ میرے خیال میں یہ دوسرا یا تیسرا واقعہ ہے کہ flood آگیا تو کہا جاتا ہے کہ اسمبلی کو prorogue کر دو۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس لائن میں کتنے ministers ہیں؟ بخاری صاحب، آپ کے پاس کتنے وزیر ہیں؟ آپ کہتے ہیں اس ہاؤس کو prorogue کرو۔ کیا آپ کے سارے وزیر flood کے علاقے میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ یہ تو flood میں ہیں۔ سندھی وزیروں سے لے کر دوسری قوموں کے وزیروں تک سب اسلام آباد میں گھوم رہے ہیں اور نیشنل اسمبلی کو prorogue کیا ہوا ہے جبکہ سیلاب آیا ہوا ہے۔ خدا کو مانیں۔ لوگ ہنستے ہیں آپ پر۔ جنگ ہوتی ہے تو پارلیمنٹ کو بلایا جاتا ہے کہ جنگ کا فیصلہ کس طرح کیا جائے۔ Flood آتا ہے تو دنیا پارلیمنٹ کو بلاتی ہے کہ فیصلہ کیا جائے کہ کیا strategy ہونی چاہیے۔ UK میں بھی riots ہوئے تو وہاں بھی کہا گیا کہ پارلیمنٹ بلالیں۔ یہاں پر کہہ رہے ہیں کہ جی ہم personally جائیں گے۔ I am very sure, میں اس لفظ کو استعمال نہیں کروں گا، آپ آج اس کو prorogue کریں، ہم سب اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ کوئی ان کے پاس نہیں جائے گا۔ میں اس حکومت سے یہ پوچھتا ہوں ابھی تک آپ کے ہاں پرانے flood affectees کے پاس کتنے وزیر، کتنے parliamentarians, کتنے National Assembly کے ممبران اور کتنے سینیٹ کے لوگ گئے ہیں سوائے اپنی constituency کے لوگوں کے۔ یہ کاغذ میرے پاس ہیں۔ یہ سندھ کے صحافی ہیں جو ابھی وہاں سے ہو کر آئے ہیں۔ چاہیے یہ تھا جب آپ نے ہاؤس start کیا تھا تو آپ کسی official کو بلاتے، کسی وزیر کو بلاتے جو وہاں کے تمام flood areas سے ہو کر آیا ہو وہ آکر ہمیں briefing دیتا۔ یہاں پر تو بخاری صاحب بول رہے ہیں کہ جی اتنا update ہو گیا ہے، اتنا update ہو گیا ہے۔ وہ کس نے لکھا ہے؟ وہاں کے سیکرٹری نے آپ کو نوٹ بھیجا اور وہ آپ سارے ہاؤس کو دے رہے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ اس وقت تک پیپلز پارٹی کے کتنے لوگ direct سیلابی علاقوں سے اسلام

آباد آئے ہیں؟ وہ آکر ہمیں brief کریں کہ وہاں کیا صورت حال ہے۔ خود وزیر اعظم صاحب نے چار ہزار کیمپس کا اعلان کیا ہے۔ ہماری information یہ ہے کہ وہاں چند کیمپس لگے ہیں، وہاں کوئی ہزاروں کیمپس نہیں لگے ہیں۔ اور ادھر جو ٹینٹ لگے ہیں وہ مچھروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ لوگ اپنا سر اوپر نہیں نکال سکتے۔ سوائے مچھروں کے وہاں کچھ نہیں مل رہا ہے۔ اس وقت جو main علاقے ہیں جو آفت زدہ ہیں ان میں میر پور خاص، عمر کوٹ، سانگھڑ، تھر پا کر کے لوگ ٹیلوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بدین کو آپ بھول گئے۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جی بدین، لوگ ٹیلوں پر بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ آپ کہتے ہیں ہم نے وہاں ٹینٹ دیئے ہیں۔ کس جگہ آپ نے ٹینٹ دیئے ہیں؟ میری گزارش یہ ہے کہ حیلے بہانوں اور اسمبلی کو prorogue کرنے کی بجائے مہربانی کر کے یہ حکومت اور اس کے وزراء عملی اقدامات کریں۔ چلیں میں چلا جاتا ہوں، میں سینیٹر ہوں۔ میں بدین چلا جاتا ہوں۔ میں وہاں جا کر کیا کروں گا؟ وہاں جا کر لوگوں کو میں کیا relief دوں گا؟ میں تو اس وقت relief دوں گا جب ان کے لیے کوئی strategy بناؤں گا اور ان کے لیے کوئی کام کروں گا۔ پارلیمنٹیرین کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ جا کر ٹینٹوں میں پھرتے رہیں۔ آپ میں ہمت ہے۔ آپ سڑکوں پر نکلیں۔ اسلام آباد میں لاکھوں امیر لوگ ہیں۔ ان کے گھروں میں جائیں۔ ان کی منتیں کریں کہ ان کے لیے پیسہ دو۔ ڈاکٹر صاحب نے اچھی بات کی کہ فرانس میں سارے امیر لوگ نکلتے ہیں کہ جی ہم پر ٹیکس لگائیں کیونکہ France needs money اور یہاں پر یہ کہا جا رہا ہے کہ وہاں لوگ اتنے پریشان ہیں کہ انہیں وہاں جانا پڑ رہا ہے۔ سیلاب میں سامان پہنچانے کے لیے جو گاڑیاں استعمال کی گئیں، وہاں پر ٹرانسپورٹ کا ریٹ اگر ایک سو روپے فی من تھا تو وہ دو سو سے اڑھائی سو روپے لگا کر پیسے چوری کیے گئے۔ اس level پر چوریاں کی گئیں اور اب بھی کی جائیں گی۔ لہٰذا میری گزارش ہے اس حکومت سے اور اس کے وزراء سے کہ آپ لوگ ایک strategy بنائیں اور آکر سینیٹ کو ایک figure دے دیں۔ وہاں کے ایک بیوروکریٹ کے figures کو آپ یہاں transfer کرتے ہیں، ان پر کوئی یقین نہیں کرتا۔ وہ ویسے ہی جھوٹ بولتے ہیں تو میری درخواست ہے کہ اگر واقعی آپ نے ان لوگوں کو relief دینا ہے تو اس سینیٹ کو نکلنا چاہیے، اس کو پیسے جمع کرنے چاہیئں اور ایسے لوگوں کے پاس جانا چاہیے جن کے پاس پیسے ہیں مثال کے طور پر اس سینیٹ میں کتنے ایسے لوگ ہیں جن کے لیے آج بھی دس، بیس لاکھ روپے دینا کوئی بات

نہیں۔پندرہ، پندرہ ہزار روپے میرے، ڈاکٹر مالک اور مندوخیل صاحب کے کیا کریں گے؟ یہاں تو ایسے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں جو ایک منٹ میں دو ، چار کروڑ روپے دے سکتے ہیں، ان کے لیے کوئی problem نہیں ہے ۔ میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ کام کریں بجائے اس کے کہ ہم یہاں سے دبئی جا کر دو، چار کروڑ روپے جمع کریں ۔ میں تو بنگش صاحب سے درخواست کروں گا کہ پہلے آپ چار کروڑ روپے دے دیں، کیا problem ہے، وہ چار کروڑ روپے دے سکتے ہیں۔ اسی طرح ولی بادینی چار کروڑ روپے دے سکتے ہیں، اسحاق ڈار صاحب دے سکتے ہیں اور خود لاٹ صاحب بیٹھے بیٹھے چار کروڑ روپے دے سکتے ہیں، پہلے یہ تو کریں ۔ میری درخواست ہے کہ اس حکومت کو serious ہونا چاہیے ، اس ایوان کو serious ہونا چاہیے ۔ اس طرح ایوان سے بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ بابر غوری کو کیا ہوا کہ وہ بدین جا رہا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ ایوان کو prorogue کرو۔ سیلاب کے issue پر debate کرو، اس کے لیے راستہ نکالو۔ میری گزارش یہ ہے کہ House serious ہوجائے ۔ اس کے لیے serious strategy بنائے۔ اسحاق ڈار صاحب جیسے لوگ بیٹھے ہیں ، نوید قمر صاحب جیسے لوگ بیٹھے ہیں جو international donors سے بات کر سکتے ہیں ۔ ملک کے سرمایہ داروں سے بات کر سکتے ہیں۔ کوئی راستہ نکالیں، ہم سب لوگ بھاگ رہے ہیں کہ یہاں سے چھٹی کرو، ہم سانگھڑ جائیں گے، ان میں سے کوئی سانگھڑ نہیں جائے گا ۔ یہ سب کراچی جائیں گے یا لاہور چلے جائیں گے۔ .Thank you very much

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ میڈم ثریا امیرالدین صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیرالدین: جناب چیئرمین شکریہ۔ حاصل صاحب نے جو کچھ کہا ہے میں اس کی تائید کرتی ہوں کہ ہم لوگوں کو خاص کر جو خواتین ہیں انہیں کہیں لے جایا ہی نہیں جاتا ، انہیں کس قابل سمجھا ہی نہیں جاتا کہ آپ بھی آئیں ہمارے ساتھ چلیں۔ آج تک کبھی ایسا ہوا ہے؟ پچھلی مرتبہ بھی جب سیلاب آیا تھا اور بلوچستان میں میرا نام تھا، آپ خود چلے گئے تھے اور مجھے پوچھا تک نہیں کہ ثریا تم بھی میرے ساتھ چلو۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈیرہ مراد تک گاڑیاں پہنچی تھیں، اس سے آگے گاڑیاں نہیں جا سکتی تھیں تو پھر مجھے جانا پڑا، جہاں سڑکیں ٹوٹی ہوئی تھیں۔۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: اب بھی یہی صورت حال ہے کہ سیلاب زدگان تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہےاور وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں خالی چاول لا کر دے دیتے ہو، وہ ہم ہر روز نہیں کھا سکتے، ہمیں روٹی چاہیے ، ہمیں کھانا چاہیے۔ خیموں سے زیادہ تو انہیں خوراک کی ضرورت ہے ، تازہ پانی کی ضرورت ہے ، گندہ پانی پی پی کر لوگ بیمار ہو رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان کے لیے پانی کی بوتلیں لے کر جائیں۔ ان کے لیے کھانا لے کر جائیں ، خیمے تو بعد کی بات ہے۔ وہاں آپ کے پاس خشک جگہ کہاں ہے کہ وہاں خیمے لگائیں گے؟ اعلان تو بہت ہو جاتے ہیں کہ اتنے ہزار خیموں کی ضرورت ہے لیکن وہ کہاں لگیں گے۔ دو، چار کیمپوں کے علاوہ کہیں لگے ہوئے نظر آئے ہیں؟ جیسا کہ حاصل بزنجو صاحب نے کہا کہ ڈار صاحب چار کروڑ دے سکتے ہیں لیکن میں نہیں دے سکتی،مندوخیل صاحب دے سکتے ہیں، بنگش صاحب دے سکتے ہیں لیکن میں پندرہ ہزار روپے سے زیادہ نہیں دے سکتی، میں ایک بیوہ عورت ہوں، مجھے اپنا گھر بھی چلانا ہے۔ سیلاب زدگان کو واقعی امداد کی بہت ضرورت ہے لیکن اپنی چادر دیکھ کر ہم رقم دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صحیح بات ہے۔ میڈم سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب والا! میں کہنا چاہتی تھی جیسا کہ ثریا امیر الدین صاحبہ نے کہا، آپ کا جو پہلا فیصلہ تھا کہ minimum 15000 rupees دے دیں اور اس سے جو جتنا زیادہ دینا چاہے وہ دے کیونکہ جیسا کہ آپ کا خیال ہے میرا بھی یہ خیال ہے کہ ہر کوئی اتنا afford نہیں کر سکتا تو fifteen thousand rupees are good enough اور اس سے زیادہ جو جتنا چاہے دے سکتا ہے، دے۔ یہ میری رائے ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ میرے ذہن میں تو یہ ہے کہ اگر آپ نے کام کرنا ہے تو ہم ادھر سے adjourn کر کے کمیٹی روم میں بیٹھیں اور فیصلہ کریں کہ کون سی ٹیم کہاں جائے ، اگر تقریریں کرنی ہیں ، برخاست کرنا ہے تو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جانا ہے، تسبیح کرنی ہے تو اور بات ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے کام کرنا ہے کہ کیسے پیسے اکٹھے کرنے ہیں اور ہمارے سندھ کے بہت سے سینیٹر تو جانا چاہتے ہیں۔ ایک تجویز یہ بھی آئی کہ کچھ سینیٹرز جانا چاہتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ ایوان کو adjourn کر کے ادھر ہی ہم سے کام لیں ، ہم کام کریں and again we

get together on Thursday. بخاری صاحب نے بھی سیلاب زدہ علاقے میں پہنچنا ہے۔لاٹ صاحب کو سن لیتے ہیں، وہ اپنا غم سنانا چاہتے ہیں۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب والا! ہمارے سینیٹرز پندرہ ہزار روپے یا بیس ہزار روپے دینا چاہتے ہیں۔ this is not the issue. اس وقت ہمارے علاقے تھر کے جو DCO ہیں انہوں نے information دی ہے کہ we need more than ten thousand tents یہ تو دو دن پرانی بات تھی صرف تھر کے علاقے میں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب پہلا سیلاب آیا تھا اس میں بھی سینیٹ کے سارے دوستوں نے اپنی ایک مہینے کی تنخواہ دی تھی تب پانچ یا چھ لاکھ روپے جمع ہوئے تھے اور اس سے تین گنا زیادہ صرف میں نے اور میرے دوست سینیٹر بنگش صاحب نے تین، تین ٹرک چاولوں کے دیے تھے۔ ابھی میرے دوست کہہ رہے تھے کہ لاٹ صاحب اتنا دے سکتے ہیں، میں تو آپ کے توسط سے حکومت سے استدعا کر رہا ہوں کہ وہ وہاں پر ہمارا مسئلہ حل کرے۔ یہ دو، چار، پانچ، دس لاکھ روپے کا معاملہ نہیں ہے اگر کسی سینیٹر یا کسی خاتون سینیٹر کو کوئی مسئلہ ہے تو I don't want to push them اور اس figure سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ہاں! میرے بھائی نے اچھا مشورہ دیا ہے کہ دبئی میں ہمارے کونسل جنرل ہیں اور ہمارے سفیر ہیں، ان کے ہاں ہماری ایک ٹیم اپنے طور پر وہاں جائے، وہاں ہمارے کافی Pakistani industrialists, businessmen ہیں، ڈار صاحب کو بھی اس چیز کا پتا ہے کہ پچھلے سیلاب میں یا اس سے پہلے پاکستان میں جو زلزلہ آیا تھا تو نو لاکھ ڈالر صرف میں نے جمع کیے تھے۔ ہمارے پاکستانیوں نے دبئی میں تین گھنٹے کی ایک ڈنر کی دعوت کی تھی جس میں تین سو پاکستانی آئے تھے، جس میں پچیس لاکھ درہم خود میں نے دیے تھے اور اس کے علاوہ میرے دوسرے دوستوں نے بھی اچھی خاصی رقم دی تھی۔ جناب والا! بات یہ نہیں ہے کہ اس وقت ہمیں کسی سے دس یا بیس لاکھ روپے لینے ہیں، ہمارے سیلاب زدہ لوگوں کو اربوں روپے کی ضرورت ہے، ان کو گھر چاہیئیں۔ ابھی ایک دوست نے کہا کہ tents کو کیا کریں گے۔ ان کے چھوٹے بچے ہیں، وہاں مچھر ہیں تو وہ آسمان کے نیچے تو نہیں بیٹھیں گے۔ یہاں میرے سارے دوست اور ساتھی تشریف رکھتے ہیں، میں کیا الفاظ استعمال کروں کہ ہمیں تماشا کرنا ہے کہ ہم پانچ، چھ یا سات لاکھ روپے جمع کریں---

جناب قائم مقام چیئرمین: ہمیں strategy بنانی ہے۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب والا! ہمیں strategy بنانی ہے۔ ہمارے لوگ مر رہے ہیں اور ہم یہاں تقریریں کر رہے ہیں۔ میرے ایک دوست ہیں ان کی عادت ہے کہ تقریر کرکے اور ہمیں باتیں سنا کر ہمیشہ چلے جاتے ہیں کہ آپ کو یہاں اجلاس کرنا ہے۔ جناب والا! بات اجلاس کی نہیں ہے ، اس وقت our people need us. اگر آج خدا نخواستہ آپ کے علاقے میں اس طرح سیلاب آیا ہوتا اور دس، بارہ لاکھ کی آبادی میں سے نو لاکھ لوگ آسمان کے نیچے ہوتے تو آپ اس کرسی پر ہوتے یا اپنے علاقے میں ہوتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پچھلے ساون میں میں نے بھگتا ہے۔۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب والا! وہاں حالت یہ ہے کہ میں کراچی سے گاڑی لے کر تین ، چار بار نکلا ہوں، آپ یقین کریں ہم حیدرآباد سے آگے نہیں جا سکے۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: جناب والا! وہاں خشک زمین تو ہے ہی نہیں۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: ہمارے ہاں بہت زمین ہے۔ ہمارے تھر میں ہزاروں ایکڑ ٹیلے ہیں جن پر خیمے لگ سکتے ہیں۔ اب بدین کے لوگ بھی تھر میں آگئے ہیں، آپ تھر کے علاقے کو جانتے ہیں، عمر کوٹ کے لوگ بھی تھر میں آگئے ہیں۔ یہاں میرے دوست تشریف فرما ہیں جو میری اس بات کی تائید کریں گے۔ آپ صرف تھر میں داخل ہوں تو آپ کو لاکھوں لوگ ایسے نظر آئیں گے جن کے بچوں کے پاس آج دودھ نہیں ہے، ان کے پاس کھانا نہیں ہے، پانی نہیں ہے اور رہنے کے لیے جگہ نہیں ہے اور یہاں بیٹھ کر ہم دس اور پندرہ ہزار روپے کی باتیں کررہے ہیں ۔ ہمارے لوگوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، مذاق نہیں اڑایا جا رہا۔ This is just a gesture کہ جو جتنا دے سکتا ہے، دے گا۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب والا! جتنا یہاں سے سینیٹ دے گا ، اس سے پانچ گنا زیادہ میں اکیلا پہلے دے کر آیا ہوں اور اس سے دس گنا زیادہ دوں گا۔ مجھے اس چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت میں اپنے لوگوں کے لیے بات کر رہا ہوں۔ وہ مر رہے ہیں ان کو کھانا چاہیے اور ہم یہاں بیٹھے پانچ اور دس لاکھ روپے جمع کرنے کی باتیں کر رہے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: I understand their plight.

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب والا! جب زلزلہ آیا تھا تو میرے خیال میں ڈار صاحب نے پانچ کروڑ روپے دیے تھے۔ آج ڈار صاحب کہتے ہیں کہ میں دس لاکھ روپے دیتا ہوں۔ ان کی بہت مہربانی ہے لیکن اس وقت ہمارے لوگ آسمان کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں .we should help them

جناب قائم مقام چیئرمین: عبدالرحیم خان مندوخیل۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! رقم جمع کرنے کے بارے میں کمیٹی بنا سکتے ہیں، وہ یہ کام کر سکتی ہے لیکن prorogue کرنا مناسب نہیں۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایوان prorogue نہیں ہوگا، وقفہ کر سکتے ہیں، prorogue نہیں کریں گے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: اگر آپ prorogue کریں گے تو اس کے معانی یہ ہیں کہ آپ پارلیمنٹ کو disable کر رہے ہیں، پارلیمنٹ کو suspend کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے۔ آپ کی مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، جاوید علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: جناب چیئرمین! بہت دیر سے یہ سلسلہ جاری ہے کہ اجلاس prorogue ہونا چاہیے یا adjourn ہونا چاہیے یا دونوں نہیں ہونے چاہیں۔ جناب! عجیب سی صورتحال ہے، میں معذرت کے ساتھ کہوں گا۔ میں بھی اسی ہاؤس میں بڑے عرصے سے ہوں، لاٹ صاحب کی شکل دیکھنے کو ہم اکثر ترس جاتے ہیں۔ کس ممبر کو کسی نے روکا ہے کہ وہ اپنے علاقے میں نہ جائے؟ ہم اگر قومی اسمبلی کی نقل کرتے ہیں تو قومی اسمبلی کے لوگ براہ راست ووٹ لے کر ان حلقوں سے آتے ہیں۔ ان کا مسئلہ کچھ اور ہوتا ہے وہ اس لئے اپنے حلقوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ World War بھی شروع ہو جائے تو ان ملکوں کی اسمبلیاں اپنا کام کرتی رہتی ہیں۔ ہماری اس بات کی کون گارنٹی دے گا کہ آج اگر prorogue کرتے ہیں تو ہم سب لوگ flood affected areas میں پائے جائیں گے۔ ہر بندہ اپنے گھر چلا جائے گا اور چھوٹا موٹا flood یہ ہے نہیں کہ صرف سندھ میں آیا ہوا ہے۔ جو flood areas ہیں، بند کے اندر کچے کا جو علاقہ ہے جہاں سے دریا شروع ہوتا ہے وہاں

سے لے کر سمندر تک ہے۔ میرا گھر، میرا رقبہ، میری بہت بڑی آبادی اور ہمارا حلقہ انتخاب بھی flood کی زد میں ہے مگر جو لوگ flood کے علاقوں میں رہنے والے ہیں وہ بھی اپنا کام نہیں چھوڑ دیا کرتے۔ اگر ہم یہاں بیٹھ کر کوئی concrete کام کر سکتے ہیں ان علاقوں کے لئے تو ہمیں وہ کرنا چاہیے۔ محض یہ کہہ دینا کہ اجلاس نہ ہو اور ہم سب ادھر چلیں۔ پھر ہمیں کوئی یہ ensure کرے کہ یہاں سے نکلنے کے بعد ہمیں باہر سے ٹرانسپورٹ لے کر سیدھا ان علاقوں کی طرف جائے گی تو پھر تو میں یہ ماننے کے لئے تیار ہوں ورنہ نہیں۔ یہاں اجلاس جاری رہنے چاہییں۔ جس ہاؤس کی ہم نقل اتارتے ہیں وہاں پر تو ایک ممبر بیٹھا ہوتا ہے اور اجلاس ہو رہا ہوتا ہے۔ وہاں پر تو گنتی کی طرف بھی کوئی نہیں آتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ان کے کورم کے قوانین مختلف ہیں۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: جناب! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہاؤس چلتا رہنا چاہیے۔ جن لوگوں کے بارے میں آپ سمجھتے ہیں یا وہ خود سمجھتے ہیں کہ ان کا جانا ضروری ہے تو ان کو کوئی روکتا نہیں ہے۔ وہ اپنے علاقوں میں جائیں اور وہاں پر کام کریں۔ یہاں پر بھی بیٹھ کر ان لوگوں کے لئے بہت سے کام کئے جا سکتے ہیں۔ جناب! میں یہ سمجھا ہوں کہ پچھلے دنوں ملک کی جو صورتحال رہی ہے اسے avoid کیا جا رہا ہے کہ اس پر discussion نہ ہو سکے اور اس پر غور نہ ہو سکے۔ وہ حالات بھی کسی flood سے کم نہیں ہیں۔ ملک ہے تو ہم سب ہیں۔ ملک ہے تو ہم آفت زدہ علاقوں میں جا کر امداد کرنے کی پوزیشن میں بھی ہوں گے۔ یہاں ملک ٹوٹنے کی باتیں ہو رہی ہیں، یہاں ملک کے خلاف سازشوں کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ان باتوں کی طرف توجہ کی بجائے چھوٹی چھوٹی باتوں پر باجماعت کوشش ہو رہی ہے۔ ہم بھی اس sense کو سمجھ رہے ہیں کہ کون اس مقصد کے لئے اٹھا۔ یہاں کوشش ہو رہی ہے کہ اجلاس ملتوی ہو جائے تاکہ ان issues کی طرف لوگوں کی توجہ نہ دلائی جا سکے۔ اصل مسئلہ یہ ہے۔ کون عاشق کس کی ذات کا ہے؟ سارا جھگڑا مفادات کا ہے۔ خدا کے لئے اجلاس چلنے دیں۔ یہ کام جاری رہنا چاہیے اور وہ کام بھی جاری رہنا چاہیے۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہمایوں خان صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب چیئرمین! ہاؤس چلنا چاہیے یا ہاؤس نہیں چلنا چاہیے۔ اس پر دونوں طرف سے باتیں ہوئی ہیں۔ لاٹ صاحب میرے بہترین دوستوں میں سے ہیں۔ ان کے جو جذبات ہیں ہمارے بھی وہی جذبات ہیں اور ہر پاکستانی کے جذبات بھی وہی ہیں جو لاٹ صاحب کے

ہیں۔ ان کی باتیں بھی صحیح ہیں اور ادھر دوستوں نے جو باتیں کی ہیں وہ بھی صحیح ہیں۔ جیسا کہ حاصل بزنجو صاحب نے کہا کہ شاید سندھ تک کوئی جائے گا ہی نہیں، اپنے گھروں کو چلے جائیں گے یا اسلام آباد میں رہیں گے۔ یہ حقیقت بھی ہے میرے خیال میں۔ اگر چلے بھی جاتے ہیں تو ہم اس علاقے سے اتنے واقف نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم اس علاقے کے نہیں ہیں تو ہم اتنے موثر طریقے سے وہاں پر کام نہیں کر پائیں گے جتنا ہم یہاں پر کچھ کر سکیں گے۔ لاٹ صاحب ہیں اور سندھ کے دوسرے بھائی ہیں۔ جن علاقوں میں یہ مسئلہ ہے اور سیلاب کی تباہ کاریاں ہوئی ہیں وہ ضرور جائیں، ان کو آپ اجازت دیں کہ وہ جا کر ان کی مدد کریں کیونکہ ان کا علاقہ ہے۔ وہ لوگوں کو جمع کر کے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ وہ نقصان کا صحیح اندازہ بھی کر سکتے ہیں۔ جو ساتھی یہاں پر بیٹھ کر صحیح کام کر سکتے ہیں وہ یہاں پر کریں۔ یہ طے ہوا ہے کہ سینیٹ بھی contribution کر رہا ہے۔ جتنا بھی کوئی کر سکتا ہے وہ کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب! میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ ہم دیکھتے ہیں ہر سال، ہم سیاستدانوں سے کوئی ایک شخص بہت زیادہ پیسے جمع کر لیتا ہے۔ ہم کیوں نہیں کر پاتے۔ عمران خان کو دیکھ لیجیے کہ پچھلے flood میں اربوں اکٹھے کئے ہیں۔ ستار ایدھی صاحب نے اکٹھے کئے تھے۔ اور لوگوں نے بھی اکٹھے کئے تھے۔ ہم نے کتنے اکٹھے کئے تھے؟ ہم نے کوشش ہی نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں پر مختلف گروپس بنائیں اور کمیٹیاں بنائیں۔ کچھ لوگ یہاں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے بیٹھ جائیں۔ کچھ جا کر لاہور، فیصل آباد، کراچی، کوئٹہ، پشاور اور دوسرے شہروں میں بیٹھ جائیں۔ پورا سینیٹ گروپس میں تقسیم ہو جائے۔ میڈیا بھی ہماری help کرے اور وہاں پر ہم کیمپس لگائیں۔ ایک ہفتہ یا دس دن وہاں بیٹھ کر ہم لوگوں سے اپیل کریں اور مخیر حضرات سے اپیل کریں کہ ہمیں اس سلسلے میں فنڈز دیں۔ وہ فنڈز لا کر ہم ایک strategy بنائیں۔ پھر جو دوست وہاں پر جا کر کام کر سکتے ہیں وہ کریں۔ جو لوگ ان علاقوں کے نہیں ہیں ان کا جانا اتنا فائدہ مند نہیں ہو گا۔ لاٹ صاحب یا دوسرے حضرات ضرور جائیں، ہم ان کے ساتھ ہوں گے۔ آپ نے مجھے young کہا۔ میرے علاوہ میرے خیال میں بہت کم لوگ ہیں جو young ہوں گے۔ نہ وہاں پر ہم بیلچہ مار سکتے ہیں اور نہ کوئی اور کام کر سکتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس تجویز پر غور کیا جائے اور اگر دوست حضرات سب تعاون کرتے ہیں تو ہم پارلیمنٹ کے سامنے اور بڑے شہروں میں بیٹھ کر لوگوں سے اپیل کر کے فنڈز جمع کر کے سندھی بھائیوں اور بہنوں کی مدد کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ سیلاب کے حوالے سے چونکہ آپ نے debate کا آغاز کیا ہے اس لئے میں اس کو focus کروں گا۔ پہلے تو میں چاہوں گا کہ میرے بھائی نے ایک بات کی ہے کہ صرف میں young ہوں حالانکہ اس کے بال سفید ہو رہے ہیں۔ باقی سب کو اس نے بوڑھا کہہ دیا تو اس کو حذف کیا جائے۔ یہ معاملات بڑے نازک ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے ان کو young کہا تھا۔

سینیٹر بابر خان غوری: حاصل بزنجو تو سب سے young ہیں اس وقت۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ تو youngest ہیں۔

سینیٹر بابر خان غوری: ہاں، youngest ہیں۔ جناب! اس وقت جو سیلاب کی صورتحال ہے اس میں سب سے پہلے تو ان بھائیوں کو جو سیلاب کی آفت کو face کر رہے ہیں ہمیں یہ message دینا ہے کہ یہ پورا سینیٹ آپ کے ساتھ ہے۔ سارے parliamentarians آپ کے ساتھ ہیں اور پوری قوم آپ کے ساتھ ہے۔ آپ کے دکھ درد میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ عملی طور پر ہم نے بحیثیت اپنی جماعت کام شروع کیا ہے۔ ہم نے کیمپس لگائے ہیں۔ امدادی سامان بھیج رہے ہیں۔ آج بھی ہم نے تقریباً 40 ٹرک وہاں روانہ کئے ہیں مختلف علاقوں میں۔ ہمیں اس وقت جو focus کرنا چاہیے بحیثیت parliamentarians, جو ہماری کمیٹیاں ہیں، ان کا کام یہ ہے کہ وہ نگاہ رکھیں۔ فنڈز تو بہت transfer ہوتے ہیں۔ ہنگامی طور پر فیڈرل گورنمنٹ بھی دیتی ہے اور صوبائی حکومت بھی دیتی ہے لیکن کیا وہ فنڈز ان متاثرین تک پہنچتے ہیں۔ نہیں پہنچ پاتے ہیں کیونکہ بدعنوان سرکاری افسران ہوتے ہیں یا انتظامیہ ہوتی ہے۔ بعض جگہ سے شکایت آئی ہے۔ مجھے لاٹ صاحب نے بتایا چونکہ میں ان کے ساتھ بیٹھا تھا اور سفر کر رہا تھا۔ انہوں نے صورتحال بتائی کہ اتنا پیسہ تو بیچ میں وہ لوگ کھا جاتے ہیں، اصل متاثرین تک پہنچتا ہی نہیں ہے، گورنمنٹ کی طرف سے جو بھی امداد دی جارہی ہے یا جو فنڈز فوری طور پر release کئے جا رہے ہیں۔ جو بھی ہماری کمیٹیاں ہیں یا اگر آپ سپیشل کمیٹی بنانا چاہیں تو وہ سب سے پہلے اس بات کو ensure کرائے کہ وہ پیسہ متاثرین تک پہنچنا چاہیے اور اس میں کوئی خرد برد نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کوئی بھی آدمی اس پیسے کو خرد برد کرتا ہے تو اس کے لئے کم از کم اس ہاؤس سے ایک sense جانا چاہیے اور یہ clear ہونا چاہیے کہ اس آدمی کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے گی بلکہ اس کو نوکری سے برخاست کر دیا جائے گا اگر سیلاب زدگان کے پیسوں میں اس نے خرد

برد کی۔ متاثرین کے لئے جو چیزیں آتی ہیں وہ بعد میں مارکیٹ میں بک رہی ہوتی ہیں۔ آپ نے دیکھا زلزلے میں کیا ہوا؟ لوگ بانٹ رہے تھے اور سامان مارکیٹ میں بک رہا تھا۔ جب تک ہم اس کو focus نہیں کریں گے کہ جو امداد آرہی ہے، اگر بیرونی ممالک بھی ہمیں امداد دیتے ہیں، United Nations سے بھی امداد آتی ہے، ہماری این جی اوز جمع کرتی ہیں، مختلف ادارے جمع کرتے ہیں وہ سب پیسہ اگر ان تک پہنچ جائے تو کم از کم کچھ آنسو پونچھے جا سکتے ہیں لیکن اس میں خورد برد ہو جائے یہ قابل قبول نہیں۔ اگر ہم صرف اتنا participate کریں کہ ہم بحیثیت کمیٹی اس کو monitor کریں کہ جو فنڈ جا رہا ہے وہ affectees تک پہنچے اور جو سامان خریدا جا رہا ہے اس میں کوئی کرپشن نہ ہو۔ آپ کی طرف سے رولنگ آجائے، یہ پیغام چلا جائے، اس ہاؤس کے تمام لوگوں کے دستخطوں سے کہ اگر سیلاب زدگان کے امدادی پیسوں میں سرکاری افسران نے کوئی خورد برد کیا تو اس کو نوکری سے برخاست کر دیا جائے گا۔ کم از کم ان پر ایک تلوار لٹکے گی کہ اس میں گڑ بڑ نہیں کرنی۔ یہ پیسا ان کی امانت ہے، ان غریبوں تک پہنچانی ہے، متاثرین کو پہنچانی ہے اس سے ایک بڑا اچھا پیغام جائے گا۔ جہاں تک آپ نے تنخواہوں کی بات کی متحدہ قومی موومنٹ کے تمام اراکین کی طرف سے کہوں گا کہ جو بھی حد آپ نے مقرر کی ہے ہم بھی اس کے مطابق اس میں حصہ ڈالنے کے لیے تیار ہیں۔ جو فیصلہ بھی ہوا ہے، آپ ہماری تنخواہوں سے کاٹیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم خود بھی کر رہے ہیں۔ آخر میں، میں وضاحت کر دوں۔ جب شروع میں قرارداد کے حوالے سے ایک مسئلہ چل رہا تھا، میں نے اس کی مخالفت نہیں کی تھی میں نے یہ کہا تھا کہ اگر وہ صحیح ہے، ایک واقعہ انہوں نے بتایا تھا، ان کے لیے اگر قانون بن رہا ہے، ان کی صحافت کے لیے کوئی سپورٹ ہو رہی ہے تو آزادی صحافت کے لیے، wage board award کے لیے پہلے بھی ہم نے آواز اٹھائی ہے اور ہم ہمیشہ آواز اٹھاتے رہیں گے۔ ہم ہر اس بل کی support کریں گے جو ہمارے صحافی بھائیوں کی بہتری کے لیے، ان کی فلاح و بہبود کے لیے ہوگا۔ میں دوبارہ وضاحت کر رہا ہوں کہ ہم قرارداد کی مخالفت میں نہیں ہیں بلکہ ہم نے اس واقعے کی تصدیق کا کہا تھا۔ باقی جو بل بنا ہے اور جو قرارداد آپ ان کی فلاح و بہبود کے لیے لاتے ہیں ہم اس میں شریک ہیں، ہماری طرف سے اس کی پوری حمایت ہوگی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، بخاری صاحب کل آپ سیلاب کے علاقے میں جا رہے ہیں؟ کیونکہ آپ نہیں ہوں گے، بہت سے وزراء بھی نہیں ہوں گے یا تو مولانا صاحب سپیشل کمیٹی میں

بیٹھ کر طے کریں کہ strategy کیا اپنانی ہے؟ مدد کی بھی اور monitoring کی بھی۔ غوری صاحب نے جو point raise کیا کہ اس طرح پیسے کھائے جا رہے ہیں۔ عالمی امداد آجاتی ہے کوئی جوابدہی نہیں ہوتی اس پر بھی monitoring ہو۔ آپ کل بیٹھ کر کوئی strategy بنائیں کہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایوان میں نہیں بنے گی آپ کمیٹی روم میں بیٹھ کر سارے اراکین کو بلا کر پوچھیں۔ مولانا حیدری صاحب اگر کمیٹی روم نمبر ۱ میں بیٹھ جاتے ہیں، کمیٹی روم نمبر ۴ میں بیٹھ جاتے ہیں۔ ہاؤس کی بجائے ہمیں ادھر بیٹھ کر طے کرنا چاہیے مدد کے حوالے سے اور monitoring کے حوالے سے کہ کیا کرنا ہے۔ سینیٹرز نکل پڑیں، آبپارہ نکل جائیں، جناح سپر نکل جائیں، کھڑے ہو کر لوگوں سے مدد مانگیں، اگر یہ کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی کریں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: کمیٹی روم میں بیٹھ کر طے کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں! کمیٹی روم میں بیٹھ کر طے کرتے ہیں۔ جی سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب والا! ہم اپنے اپنے علاقوں میں جائیں اور لوگوں سے کہیں کہ بجائے cash دینے کے، ہمیں اجناس دیں اور وہ ہم اپنی supervision میں distribute کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں چاہتا ہوں کہ سینیٹرز خود نکل پڑیں۔ وہ بے شک دو دن لگائیں، اجلاس prorogue نہیں ہوگا، adjourn کرتا ہوں، آپ دو دن یہ کام کریں۔ آپ چیمبر والوں کے پاس جائیں، ڈار صاحب آپ بھی ہماری مدد کریں۔ مجھے پتا ہے آپ لاہور سے بھی پیسے نکال کر لے آئیں گے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! اس کے دو حصے ہیں۔ ایک solidarity with victims اور میں سمجھتا ہوں کہ جو کوئی بھی afford کر سکتا ہے اس کو دینا چاہیے۔ میں بڑے ادب سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا کہ جی پندرہ، بیس یا پچیس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ It is their sentiments, it must be conveyed and contributed میں لمبی بات نہیں کروں گا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں صرف ایک دفعہ جب اسلام کے لیے جنگ ہو رہی تھی تو چندہ مانگا تھا، صرف ایک دفعہ، پوری زندگی میں، انہوں نے کبھی چندے کے لیے اپیل نہیں کی، مسجد نبوی کے سامنے جو جو دینا چاہتا ہے وہ وہاں آکر رکھے۔ سب نے دیا اور وہ دعا دیتے رہے تو جب

پر پہنچے تو بہت بڑا انبار تھا اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ آپ نے بڑا second last appreciate کیا اور کہا کہ عمر کیا گھر پر کچھ چھوڑ آئے ہو، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ آدھا میں نے گھر کے لیے، خاندان کے لیے رکھ لیا ہے اور آدھا میں نے یہاں پیش کر دیا ہے۔ وہ بہت بڑا انبار تھا اور سب دیکھ رہے تھے کہ بہت بڑا انبار ہے۔ اب اس سے آگے گئے اس میں شاید چند برتن تھے، ایک کمبل تھا، صرف پانچ چھ چیزیں تھیں وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ آپ نے پوچھا یہ کس کا ہے، لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق کا ہے۔ آپ نے یہی سوال کیا کہ گھر میں کچھ چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا اور اللہ کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ بات اتنی ہے کہ یہ کہنا پندرہ ہزار سے کچھ نہیں ہوگا، جو دینا چاہتا ہے آپ اس کی دلآزاری نہ کریں، ان کو آپ دینے دیں۔ اس ملک کے بجٹ سے، میں آپ کو ثابت کرتا ہوں کہ اسی بجٹ سے دیا جا سکتا ہے۔ ہر چیز meet ہو سکتی ہے، یہ ٹھیک کہتے ہیں اربوں کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے بجٹ میں 29 ارب روپے discretionary grant کے نام پر وزیراعظم کے لیے رکھے گئے ہیں وہ کس مرض کی دوا ہیں، ایک طرف پاکستانی ڈوب رہے ہیں، ان کو کھانا نہیں مل رہا، ٹینٹ نہیں مل رہے اور ہم چاہتے ہیں کہ 29 ارب روپے اس ملک کا وزیراعظم اپنی مرضی سے خرچ کرے۔ یہ کوئی Banana republic ہے۔ میں آپ کو اس بجٹ سے پیسے نکال کر دیتا ہوں آپ میرے پاس بیٹھیں۔ جھولیاں پھیلا کر نکلیں، اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ Be honourable, respectable جو جس کی capacity ہے، شاید کسی کا پندرہ ہزار میرے دس لاکھ سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہو کیونکہ اس کی اپنی capacity ہے۔ میں نے آپ کو جیسے مثال دی، میں نے اپنی مثال نہیں دی، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دی ہے۔ انہوں نے اس پر زیادہ خوشی کا اظہار کیا، انہوں نے کہا کہ میں گھر میں کچھ نہیں چھوڑ کر آیا۔ خدارا! جو دے سکتا ہے اس کو دینے دیں، اس کی دلآزاری نہ کریں۔ نمبر ۲، ہم بیٹھیں اور حکومت کو identify کریں کہ اتنی ضرورت ہے، آپ need assessment کریں، گل صاحب آپ جا کر مہربانی کر کے بتائیں کہ کیا چاہیے، we should insist ورنہ یہاں پر بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چھوڑیں اس ہاؤس کو اور گھر چلیں۔ اگر ہمارے ملک میں مسائل ہیں، آپ کا بیت المال ہے، آپ کے پاس زکوٰۃ کے پیسے ہیں، آپ کے پاس ۲۹ ارب روپے discretionary grant وزیراعظم کے پاس مختص ہے اس میں سے پیسے دیں، یہ پاکستانی عوام کی امانت ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں beggary کرنے کی ضرورت ہے، سڑکوں پر نکل جائیں، ایک روپیہ، دو روپیہ اکٹھا کریں اس سے کچھ نہیں ہوگا وہ ٹھیک کہتے

ہیں، لیکن لوگوں کو آپ discourage نہ کریں۔ آپ اکاؤنٹ نمبر دے دیں، جس کا جی چاہتا ہے، اپنے mandatory deduction سے زیادہ جمع کروانا چاہتا ہے وہاں جا کر جمع کروا دے اور اس کو رسید سیکرٹری صاحب دے دیں، بات ختم ہو گئی۔ ضرورت زیادہ رقم کی ہے بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں اس کے لیے need assessment کریں۔ بخاری صاحب اس کمیٹی میں ہیں، اس ہاؤس کی نمائندگی کر رہے ہیں ہم بیٹھ کر حکومت کو engage کرتے ہیں کہ جناب یہ پیسے release کریں اور پیسے release ہو سکتے ہیں۔ مجھے پاکستان کے فنانس کا پتا ہے کہ اس سے ملک میں کیا ہو سکتا ہے۔ اس ملک میں capacity ہے۔ ہمیں ہر وقت کشکول لے کر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے پانچ ملین کے figure سے بھی اتفاق نہیں ہے، میں ان کے ساتھ بیٹھ کر work کروں گا۔ پچھلے سال پورے ملک میں flood آیا تھا لیکن پانچ ملین families affect نہیں ہوئیں۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب والا! کل کی figure دیکھیں چھ ملین لوگ affected ہیں۔ میں نے کسی کی دلآزاری نہیں کی ہے۔ یہاں پر جتنے سینیٹرز ہیں .they are my colleagues میرے دل میں ان کے لیے اتنی ہی عزت ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے قومی بجٹ میں اتنی capacity ہے، میں پھر repeat کر رہا ہوں، ہمیں صرف political will کی ضرورت ہے۔ میں آپ کو ایک item identify کر رہا ہوں جہاں پر 29 ارب روپے ایک آدمی کے distribute کرنے کے لیے پڑے ہوئے ہیں۔ میں وزیر اعظم صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن یہ وہ وقت ہے کہ ہر چیز کو ایک طرف رکھ کر ان پاکستانی بہن بھائیوں کے لیے سوچا جائے، جو اس وقت سندھ میں ڈوب رہے ہیں، ان کے پاس کھانا نہیں ہے، ٹینٹ نہیں ہیں، ان کے بچوں کے لیے خوراک نہیں ہے۔ بخاری صاحب کم از کم وزیر اعظم کو convince کریں کہ جناب! اس فنڈ میں سے پیسے release کریں۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ایک، ایک، دو، دو روپے اکٹھے کرنے سے یہ کام نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صابر بلوچ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب والا! میں معذرت کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس ہاؤس کو کس رول کے تحت چلا رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صابر بلوچ صاحب اصل میں flood پر بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب والا! ڈار صاحب نے دس دفعہ کھڑے ہو کر اپنا point of view بتایا۔ اس وقت یہ point scoring کا معاملہ نہیں ہے، سیاست کی بات نہیں ہے، حکومت کو criticize کرنے کی بات نہیں ہے۔ ایک قدرتی آفت آگئی ہے اس پر مل بیٹھ کر سوچنے کی بات ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، ہر issue، ہر بات ڈار صاحب حکومت پر ڈال دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کو چھوڑیں۔ جی مولانا حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب والا! میری گزارش ہے کہ ایک دوسرے کو سننے کی بجائے ہم حقائق کی طرف جائیں۔ جس کی جو طاقت ہے، وسعت ہے اس حساب سے وہ کرے۔ میں اپنی بات کرتا ہوں، جمعیت علمائے اسلام کا ایک رفاہی ادارہ الخیر کے نام سے موجود ہے۔ اب بجائے اس کے کہ سینیٹ نے ہم سے اپیل کی، کسی اور نے اپیل کی ہم نے اپنے طور پر اس کو ٹارگٹ دیا کہ دس ہزار خیمے اکٹھے کرنے ہیں، دس ہزار خاندانوں کے لیے راشن جمع کرنا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ ہو چکا ہے۔ کل مولانا فضل الرحمٰن نے جانا ہے، میں نے جانا ہے ہم نے چار پانچ اضلاع کو نامزد کیا ہوا ہے، وہاں جا کر انشاء اللہ تقسیم بھی کریں گے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تمام جماعتیں یہاں پر موجود ہیں، ان کے اپنے اپنے رفاہی ادارے ہیں۔ جماعت اسلامی کے اپنے ادارے ہیں، ایم کیو ایم کے اپنے ہیں، مسلم لیگ (ن) کے ہیں، مسلم لیگ (ق) کے ہیں، پیپلز پارٹی کے اپنے ادارے ہیں۔ ان اداروں کو متحرک کریں۔ اگر ہم جا کر چندہ مانگیں گے تو میرے خیال میں اس چندے سے اتنا نہیں ہوگا۔ اس کے لیے یہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنی اپنی پارٹیوں کو متحرک کریں، اپنے اداروں کو متحرک کریں، پاکستان میں بہت زیادہ این جی اوز ہیں جو رفاہی نام سے کام کر رہی ہیں وہ اگر اس مشکل میں بھی ہمارا ساتھ نہیں دیں گی تو پھر کب دیں گی۔ اس حوالے سے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایک بہتر حکمت عملی بنانی چاہیے اور ہر پارٹی اپنے طور پر بھی متحرک ہو اس ادارے کے حوالے سے، اس ہاؤس کے حوالے سے بھی جو تجاویز سامنے آئی ہیں ان کو بھی آپ دیکھ لیں۔ اگر آپ اس حوالے سے کوئی meeting کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے بھی حاضر ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب ان لوگوں سے ہمدردی کی ضرورت ہے، ان لوگوں کی دلجوئی کی ضرورت ہے۔ اگر ہم یہاں ایک دوسرے پر تنقید کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا تاثر نہیں جائے گا۔ لہذا بہتر یہ ہوگا کہ ہم سب بیٹھیں، تمام صورتحال کو اپنے سامنے رکھ کر اس پر ایک حکمت عملی طے کریں تو یہ بہتر ہوگا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کل صبح کو Special Committee میں آجائیں اور قائد ایوان صاحب! کل آپ اپنی duty پر جائیں کیونکہ آپ کو تو وہاں پہنچنا ہے اور وہاں جا کر assess کرنا ہے کہ کیا situation ہے۔ پھر آپ وقت لگائیں۔ یہاں پر Special Committee کے ارکان موجود ہیں اور ان کے چیئرمین طاہر مشہدی صاحب بھی ہیں تو آپ لوگ کمیٹی میں آکر اپنا input دیں۔ کل ہم اجلاس چلانے کی بجائے اسی کمیٹی میں بیٹھ کر طے کرتے ہیں کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ یہ Special Committee پہلے بھی مختلف معاملات investigate کرتی رہی ہے جیسے jobs وغیرہ۔ It is already formed. وہاں آسانی ہو جائے گی۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر آپ کام کر لیں۔ They are already involved in it. Tahir Mashhadi *sahib*, please come to your seat. اور Special Committee کے جو دوسرے اراکین ہیں جو چیئرمین صاحب نے بنائی ہوئی ہے اس بارے میں ذرا ہاؤس کو confidence میں لیں۔ We will all join in that. Tomorrow you will have to give solutions کہ کس طرح کریں۔ اب مجھے کل ایک message آیا ہے ایک dress designer کی طرف سے کہ سیاستدانوں کو چاہیے کہ ہماری ماڈلز کے ساتھ catwalk کریں تاکہ ہم fund raising کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ جو fund raising ہونی ہے وہ کہیں negative نہ ہو جائے۔ میں نے ان سے کہا کہ خدا کو مانیں کوئی اچھا اور سمارٹ آدمی لیں۔ They wanted people like Faisal Kundi and myself. میں نے کہا ہم لوگ تو ان ماڈلز کے ساتھ بڑے عجیب لگیں گے۔ جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ بیشک وہ Special Committee already constituted ہے آپ اس کے ذمے ڈالنا چاہتے ہیں تو آپ بالکل ڈال دیں۔ دوسری بات جو ڈار صاحب نے وزیراعظم کی discretionary grant کے بارے میں کی تو عرض ہے کہ already Prime Minister has given 2 billion rupees. اگر مزید ضرورت پڑی تو وہ بھی دیں گے اور حکومت کو وہاں کی miseries کا احساس ہے۔ دوسری بات میں عرض کر دوں and Dar sahib would realize that discretionary grant وزیراعظم نے صرف اپنی پارٹی کے لیے کبھی استعمال نہیں کی۔ اگر آپ دیکھیں even the honourable Senators were getting the development funds, even members of the National Assembly from Opposition, they are

getting funds from it. But now out of those 29 billion rupees 02 billion rupees have already been given and certainly whatever more would be needed that would be given by the Government.

جناب قائم مقام چیئرمین: کل ہم تمام سینیٹرز بیٹھیں گے۔ ہم دو دن کہیں نہیں جائیں گے۔ کام ادھر کی بجائے ہم اس کمیٹی میں بیٹھ کر کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں دیکھیں گے کہ ہم کیسے پیسے اکٹھے کریں، کون سی اجناس بھیجیں۔ ہم انشاء اللہ دو دنوں میں سارا نپٹا لیں گے اور پھر واپس ادھر آجائیں گے۔ ہم اجلاس adjourn کریں گے، prorogue نہیں کریں گے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ اخباری خبر کو سچ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں نہیں، وہ نہیں کریں گے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بات تو وہی ہو گی کہ آپ نے آج کے بعد business نہیں کرنا۔ جناب والا! یہ regrettable ہے۔ میں آپ کے ساتھ 24 گھنٹوں میں سے 18 گھنٹے کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔ کمیٹی میں دو یا تین گھنٹوں سے زیادہ capacity نہیں ہوتی۔ اس کے بعد آپ فارغ ہیں۔ صبح کو کمیٹی رکھ لیں اور شام کو اجلاس رکھ لیں۔ جناب والا! ہم کیا کر رہے ہیں۔ ہم دو دو، تین تین گھنٹوں کے لیے آتے ہیں اور پھر ہم چلے جاتے ہیں جبکہ لوگ پندرہ پندرہ، سولہ سولہ گھنٹے کام کرتے ہیں اپنی parliaments میں۔ میں آپ سے commit کرتا ہوں کہ let us sit tomorrow at 11:30 A.M. پھر ہم دو، اڑھائی بجے تک کام کریں گے پھر ایک break کریں اور پھر 4:30 P.M. آج کی طرح اجلاس کریں۔ جناب والا! جو آپ نے فیصلہ کیا اس کو نہ بدلیں۔ آپ چیئرمین ہیں، جو آپ نے فیصلہ کیا ہے you stick to that decision.

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب۔ کیا کریں کل تو اجلاس صبح کو بلانے کا پروگرام تھا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! اجلاس صبح کو کر لیں تو پھر دوپہر میں کمیٹی میں بیٹھ جائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ڈاکٹر سعیدہ صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر سعیدہ اقبال: ہمیں ایک وضاحت چاہیے کہ ہم بھی اس ایوان کے رکن ہیں، اگر ہم خواتین ہیں تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ ہمیں یہ نہیں پتا کہ کون سی Special Committee بنی ہے اور وہ کیا کام کرتی ہے۔ یہاں پر آپ تین، چار گھنٹوں سے ایک debate چلا رہے ہیں اور اس میں ایک شخص چار چار مرتبہ بول رہا ہے۔ آپ کو ہمارے ہاتھ نظر آتے ہیں اور نہ ہی ہم نظر آتے ہیں۔ جب آپ کو کورم پورا کرنا ہوتا ہے تو پھر آپ کو خواتین کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہر کمیٹی میں دو دو، تین تین، خواتین چاہیئیں۔ آپ result دیکھیں گے، مرد کچھ نہیں کریں گے۔ پچھلے سال کے flood میں بھی کمیٹیاں بنی تھیں اور ان میں خواتین نے دو، تین گنا کام زیادہ کیا تھا۔ اس وقت ان کو neglect کیا جا رہا ہے۔ اس ایوان کی اکثریت کو neglect کر کے صرف چھ، سات لوگوں کے مابین یہ debate ہو رہی ہے۔ ارکان تمام equal ہوتے ہیں۔ ان میں نہ کوئی needed ہوتا ہے اور نہ کوئی دولتمند ہوتا ہے۔ اگر ہوگا تو وہ اپنی جگہ ہوگا۔ یہ پانچ، چھ ارکان ہیں جو پانچ پانچ، چھ چھ مرتبہ اٹھ کر بات کر رہے ہیں اور آپ کو باقی لوگوں کے ہاتھ نظر آتے ہیں نہ سر نظر آتے ہیں۔ آپ ہر رکن کو برابری کی نظر سے دیکھیں ورنہ ہم لوگوں کی چھٹی کر دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! جو خواتین آنا چاہیں Special Committee میں ان کو آنے دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہن ہمیں تو پتا بھی نہیں کہ یہ Special Committee کیا ہے۔ جو آنا چاہے پورے ہاؤس سے اس کو آنے دیں۔ آپ کمیٹی نمبر دو میں میٹنگ رکھیں اور وہاں پر جو آنا چاہے وہ آئے۔ جو وقت دینا چاہتا ہے اس کو دینے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر سعیدہ اقبال: جب کمیٹی بنی تو اس کو circulate کرتے تاکہ ہمیں پتا تو چلتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈار صاحب! کل کیونکہ Leader of the House will not be present اور سارے وزراء بھی dispersed ہیں، اس لیے میں صرف کل کے دن کا وقفہ دینا چاہ رہا تھا۔

سینیٹر ڈاکٹر سعیدہ اقبال: اگر آپ نے circulate کیا ہوتا تو ہمیں پتا ہوتا کہ اس میں کون کون ہے۔ وہ circulate ہی نہیں ہوا تو ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ اس میں کون کون ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ میں نام بتادوں۔ کرنل مشہدی صاحب! Special Committee جو کام کرتی ہے اس بارے میں ذرا ہاؤس کو confidence میں لیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین! یہ سپیشل کمیٹی on the request and the demand of the members of the House بنائی گئی تھی۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: That Committee was constituted with consensus. There are almost ten Senators.

جناب قائم مقام چیئرمین: لیکن خواتین کو لازماً ان میں شامل کریں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! آپ اس کے علاوہ کوئی کمیٹی بنا دیں if they got objection to that.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ Leader of the House یہی کہہ رہے ہیں اور suggest کر رہے ہیں کہ نئی کمیٹی بنا دیں for flood اور اس میں خواتین کو شامل کریں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Let them head that Committee.

جناب قائم مقام چیئرمین: اگر آپ اس کمیٹی کو head کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپس میں decide کر لیں۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جو existing کمیٹی ہے، اسی میں آپ خواتین کو ڈال دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ آپس میں بیٹھ کر کمیٹی روم میں یہ فیصلہ کر لیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! کل کے لیے کیا فیصلہ ہوا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: کل آپ میٹنگ کر لیں، پرسوں اجلاس بلالیں گے۔ کل Leader of the House نہیں ہوں گے۔ آپ کے ministers بھی نہیں ہوں گے۔ کل کوئی جواب دینے والا نہیں ہوگا۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: کل جب کمیٹی کے چیئرمین ہی نہیں ہوں گے تو پھر اجلاس کا کیا ہوگا؟

جناب قائم مقام چیئرمین: بخاری صاحب! سپیشل کمیٹی کے چیئرمین آپ ہیں؟

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: We are equal over there sir.

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ کہتے ہیں کہ ہم دس کے دس برابر ہیں۔ خواتین کو لازماً رکھا جائے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: سپیشل کمیٹی کا تو میں convener ہوں۔ جناب! flood والی کمیٹی ہے، اس میں میری یہ گزارش ہے کہ اس بارے میں آپ پارلیمانی leaders کو بلا لیں۔ وہ اسے بیٹھ کر بنالیں۔ میرا مطلب ہے کہ let's not discuss it in the House.

سینیٹر ڈاکٹر عبد المالک: بخاری صاحب جو کہہ رہے ہیں وہ الگ چیز ہے۔ یہ بڑا important issue ہے۔ اگر آپ اس کے حوالے سے بنانا چاہتے ہیں تو کوئی اور کمیٹی بنا دیں۔ اس کے ساتھ اسے mix نہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چلیں جی۔ بہت اچھی تجویز آ گئی ہے۔ خواتین کو Flood Committee میں شامل کریں۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب! دیگر چیزوں کے بارے میں جو committees بنائی گئی ہیں، ان میں کوئی خاتون کیوں نہ ہو؟ آپ ان میں خواتین کو حصہ دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جان جمالی حاضر ہے۔ جب اس وقت چیئرمین نے کمیٹی بنائی تھی تو اس وقت آپ کو خیال نہیں آیا۔ یہ کمیٹی چھ مہینے سے بنی ہوئی ہے۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: اس وقت ہمیں پتا ہی نہیں تھا کہ کمیٹی بنی ہے۔ ووٹ کے لیے ہمارے پاس آتے ہیں اور جب وقت نکل جاتا ہے تو ہمیں نہیں پوچھتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب ہم ایسے کرتے ہیں کہ جو نئی سپیشل کمیٹی بنائی گئی ہے for catastrophe اس میں خواتین ممبرز کا ہونا لازمی ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ چیئرمین کو یہ proposal دیں کیونکہ یہ چیئرمین صاحب کے orders ہیں۔

Senator Semeen Siddiqui: Sir, you are the Chair now. آپ اس کو آگے بڑھائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس میں بھی خواتین کا ہونا لازمی ہے۔ اس میں صغریٰ امام ہیں۔ ایک خاتون اس میں ہیں۔ اس میں اور بھی آجائیں۔ میرے خیال میں بخاری صاحب has no problem.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: کچھ آرام سے تو بیٹھیں۔ میڈم تھوڑا صبر کریں۔ Easy رہیں، غصہ نہ کریں۔ بیچارے لیڈر آف دی ہاؤس پر ہی غصہ آرہا ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔ خاتون کا غصہ، ناگن کے غصے سے کم نہیں ہوتا۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔ اب ہم House adjourn کرتے ہیں، Wednesday evening چار بجے تک۔ کل صبح کو میٹنگ لازمی ہے at 11.30 in the morning, Committee Room No.2 میں، جہاں زیادہ جگہ ہے۔ اور کل آپ پہلے Committee Room No.1 میں آئیں۔ اگر وہاں جگہ کم ہوئی تو پھر Committee Room No.2 میں shift کرلیں۔

[Then the House was adjourned to meet again on Wednesday, 14th September, 2011 at 4.00 p.m.]